ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
25 تا 31 جولائی 2002ء

☆ فوجی حکومتیں اور پاکستان (تجزیہ)
☆ توحید: ایک انقلابی نظریہ (منبر ومحراب)
☆ پاکستان اسلامی نظام کے قیام کے لئے بنا تھا (گفت وشنید)

خانقاہی تربیت اور انقلابی تربیت کا فرق

”......جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا طریقِ تربیت خانقاہی نہیں، انقلابی تھا! علامہ اقبال نے اسی فرق کو اس قطعہ میں واضح کیا ہے۔

یا وسعتِ افلاک میں تکبیرِ مسلسل
یا خاک کی آغوش میں تسبیح و مناجات
وہ مسلک مردانِ خود آگاہ و خدا مست
یہ مذہب ملا و جمادات و نباتات

اللہ اکبر کی تسبیح ایک مجاہد بھی کرتا ہے اور کسی خانقاہ میں بیٹھا ایک صوفی بھی کر رہا ہے۔ لیکن اِن دونوں کی تسبیح میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ اب دیکھئے اقبال نے الفاظ وہ استعمال کئے ہیں جو تصوف کے ہیں ”خود آگاہ اور خدامست“، یعنی وہ لوگ جو اپنے آپ کو بھی پہچان چکے ہیں اور محبت الٰہی میں مست بھی ہو چکے ہیں۔ لیکن محبت الٰہی میں مست ہونے کا ایک نتیجہ تو یہ ہے کہ آپ مجذوب ہو کر بیٹھ جائیں، آپ کی قوتِ عمل معطل ہو جائے۔ اور ایک محبت خداوندی وہ ہے کہ اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر آپ میدان میں آئیں اور اللہ کے دین کے غلبہ کے لئے اپنی گردن کٹوا دیں۔ اب یہ دو نتیجے علیحدہ علیحدہ ہیں۔ لہٰذا ان کو علامہ نے محولہ بالا قطعہ میں نمایاں کیا ہے۔ اس قطعہ کے ذریعے واضح طور پر فرق وتفاوت سامنے آجاتا ہے کہ ایک ہے مذہبی اور خانقاہی نظامِ تربیت اور دوسرا ہے انقلابی ومجاہدانہ نظامِ تربیت۔ ان دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ جو مجاہدانہ اور انقلابی تربیت ہے اس کا شاہکار ہے تربیت محمدی ﷺ۔ چنانچہ حضورؐ نے جن اصحاب کو تربیت دے کر تیار فرمایا وہ سر بکف ہو کر میدان میں آگئے: ﴿يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ﴾ (التوبہ: ۱۱۱) ”وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں، پھر قتل کرتے بھی ہیں اور قتل ہوتے بھی ہیں۔“

ان کے لئے گویا زندگی کی آخری تمنا یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں گردن کٹ جائے، جان چلی جائے اور شہادت کی موت حاصل ہو جائے۔ ان کے دلوں میں اس سے بڑی آرزو اور کوئی نہیں ہے۔“

(امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی کتاب ”منہج انقلاب نبویؐ“ سے ایک اقتباس)

الھدیٰ

سورۃ البقرۃ (۷۳)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا ۚ قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ (آیت ۱۴۲)

"عنقریب کہیں گے لوگوں میں سے بیوقوف افراد کہ کس چیز نے ان (مسلمانوں) کو پھیر دیا اس قبلے سے جس پر یہ تھے۔ (اے پیغمبر) کہہ دیجئے مشرق اور مغرب سب اللہ کے لئے ہیں۔ وہ جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے۔"

یہاں قرآن مجید کا انداز غیر معمولی ہے کہ وہ معترضین کے لئے بے وقوف کا لفظ استعمال کر رہا ہے۔ یہ اس لئے کہ جس درجے کا کوئی مسئلہ ہو اس کا جواب بھی اسی درجے کا ہونا چاہئے۔ مسلمان یقیناً امن پسند اور صلح جو ہیں مگر کفار کے مقابلے میں سخت جان بھی ہیں اور سخت گیر بھی۔ سورہ فتح میں مسلمانوں کا یہ وصف بیان ہوا کہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم یعنی مسلمان کافروں کے مقابلے میں بڑے بھاری اور سخت ہیں مگر اہل ایمان کے حق میں بہت ہی نرم۔ جب تک یہ فرق روا نہ رکھا جائے انقلابی جدوجہد کا تقاضا پورا نہیں ہوتا۔ یہاں قرآن نے ان لوگوں کو بے وقوف قرار دیا ہے جو صادق الایمان مسلمانوں کو بے وقوف کہتے تھے۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 13 میں اس کی وضاحت موجود ہے کہ یہود اور منافقین مدینہ ان مسلمانوں کو بے وقوف کہتے تھے کہ جو راہ حق میں دھڑ کی بازی لگائے ہوئے تھے۔ گویا جو لفظ ایمان والوں کے لئے باطل پرست استعمال کر رہے تھے اللہ تعالیٰ نے وہی لفظ باطل پرستوں پر چسپاں کر دیا کہ لوگوں میں سے جو احمق ہیں وہ عنقریب یہ اعتراض کریں گے کہ کس چیز نے مسلمانوں کو پھیر دیا اس قبلے سے جس قبلے کی طرف رخ کر کے یہ لوگ پہلے نماز ادا کر رہے تھے۔ مدینہ تشریف آوری کے سولہ مہینے تک حضور اکرم ﷺ اور مسلمان بعد خانہ کعبہ کی بجائے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ اب تحویل قبلہ کا حکم آنے پر لازم تھا کہ یہودی اس پر اعتراض کرتے اور منفی پراپیگنڈے کے ذریعے مسلمانوں کو پریشان کرنے کی کوشش کرتے۔ اس کے ازالے کے طور پر مسلمانوں کو پیشگی خبردار کر دیا گیا کہ وہ ان معترضین کے بہکاوے میں نہ آئیں۔ آنحضور ﷺ کے ذریعے کہلوا دیا گیا کہ مشرق اور مغرب سب اللہ کے لئے ہیں۔ مشرق اور مغرب شاید اس لئے کہا کہ بیت المقدس اگرچہ یہود و نصاریٰ دونوں کے لئے مقدس شہر تھا تاہم ہیکل سلیمانی کے مشرقی حصہ کو نصاریٰ مقدس اور بابرکت سمجھتے تھے۔ جبکہ ہیکل کا مغربی حصہ یہود کے نزدیک مقدس تر تھا۔ تو یہاں بتایا گیا کہ مشرق اور مغرب اللہ ہی کے لئے ہے۔ دوسری رائے یہ ہے کہ یہاں مشرق اور مغرب صرف محاورے کے طور پر آیا ہے اس سے مراد تمام سمتیں ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے وہ کسی سمت میں محدود نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات مطلق ہے مقید و محدود نہیں، ساری سمتیں اللہ کی ہیں۔ جدھر بھی رخ کرتے ہو اللہ کا وہی رخ ہے۔ یہ تو درحقیقت امت میں یکسانی، یک رنگی اور ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے ہے کہ کسی ایک سمت کو متعین کر دیا جاتا ہے۔ ورنہ اللہ خود کسی سمت میں محدود نہیں ہے۔ غالب نے بڑے خوبصورت انداز میں کہا ہے

ہے پرے سرحد ادراک سے اپنا مسجود
قبلے کو اہل نظر قبلہ نما کہتے ہیں

کہ اصل میں ہمارا مسجود کعبہ نہیں اللہ ہے۔ کعبہ تو درحقیقت ایک سمت کی حیثیت سے متعین ہو گیا ہے مسجود تو اللہ ہے۔ اور اللہ کی ذات تو ہمارے ادراک کی سرحدوں سے بھی پرے ہے۔ وہ ہمارے فہم و عقل اور واہمہ سے بعید اور ماوراء ہے۔ وہ اختیار مطلق کا مالک ہے جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

فرمان نبوی

مال غنیمت میں خیانت کا انجام

چوہدری رحمت اللہ بٹر

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ أَقْبَلَ نَفَرٌ مِنْ صَحَابَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا فُلَانٌ شَهِيدٌ وَفُلَانٌ شَهِيدٌ حَتَّى مَرُّوا عَلَى رَجُلٍ فَقَالُوا شَهِيدٌ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا إِنِّي رَأَيْتُهُ فِي النَّارِ فِي بُرْدَةٍ غَلَّهَا أَوْ عَبَاءَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اذْهَبْ فَنَادِ فِي النَّاسِ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ ثَلَاثًا قَالَ فَخَرَجْتُ فَنَادَيْتُ أَلَا إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ ثَلَاثًا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عمرؓ نے بتایا کہ فتح خیبر کے دن نبی اکرم ﷺ کے صحابہ میں سے کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے فلاں شہید ہوا فلاں شہید ہوا۔ یہاں تک کہ ان کا گزر ایک مقتول شخص پر سے ہوا تو انہوں نے کہا کہ یہ شخص بھی شہید ہے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں میں تو اسے آگ میں دیکھ رہا ہوں کیونکہ اس نے مال غنیمت میں سے ایک چادر یا کمبل چرایا تھا۔ پھر فرمایا اے عمر لوگوں میں تین بار منادی کر دو کہ جنت میں مومنوں کے سوا کوئی داخل نہ ہو سکے گا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حکم کی تعمیل کی اور لوگوں میں تین بار منادی کر دی کہ جنت میں مومنوں کے سوا کوئی داخل نہ ہو سکے گا"۔

اس حدیث سے اندازہ ہوا ہے کہ ایک شخص راہ حق میں قتل ہو جانے اور بظاہر شہادت کا رتبہ حاصل کرنے کے باوجود اس بنیاد پر جہنمی قرار پایا کہ اس نے خیانت کا ارتکاب کیا تھا اور یہ چیز ایمان کے منافی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس کے دل میں ایمان ہو وہ ایسا کام نہیں کر سکتا جو اللہ کی نافرمانی والا ہو اور کسی کا حق مارنے والا ہو۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ کوئی زانی حالت ایمان میں زنا نہیں کرتا، کوئی چور حالت ایمان میں چوری نہیں کرتا اور کوئی شرابی حالت ایمان میں شراب نہیں پیتا۔ یہ دین کا پہلو ہے جس کی طرف اکثر و بیشتر مسلمان توجہ نہیں فرماتے اور ایمان کے دعوے دار ہونے کے باوجود بددیانتی کرنے سے گریز نہیں کرتے اور اپنے مناصب کی ذمہ داریاں ادا نہیں کرتے اور سمجھتے ہیں کہ ہم پھر بھی مومن ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

حافظ عاکف سعید

اسی کے پردے میں زندگی کی نئی سحر جگمگا رہی ہے

11 ستمبر 2001ء اب ماہ و سال کے حوالے سے کسی تاریخ کا نام نہیں' ایک تاریخی کروٹ کا نام ہے جس نے ازل سے جاری حق و باطل کی کشمکش کو ایک نئی جہت اور سرعت رفتار سے آشنا کیا ہے ـــــ دنیا کی اسلام دشمن طاقتوں کے سب سے بڑے محافظ اور سرپرست امریکہ کے غرور کی دھجیاں بکھیر نے والا یہ ناگہانی حملہ اپنے ردّعمل کے اعتبار سے اولاً اہل حق کے لئے ایک کڑی آزمائش اور ظاہری ناکامیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوا لیکن اسی کی کوکھ سے احیاءِ اسلام کی کرنیں بھی پھوٹنا شروع ہوئیں جس نے باطل قوتوں کی صفوں میں ایک اضطراب پیدا کر دیا ہے۔

11 ستمبر سے قبل عالم اسلام پر اگر نگاہ ڈالیں تو قریباً پورا عالم اسلام باطل قوتوں سے مفاہمت کی پالیسی پر عمل پیرا اور ان کے آگے عملاً سربسجود نظر آتا ہے ـــــ تمام نام نہاد اسلامی حکومتیں تو آج بھی پہلے کی طرح ''شیطان بزرگ'' یعنی امریکہ کے گھڑے کی مچھلیاں بن کر اسلام کے خلاف امریکی مفادات کے کھیل میں ''کہ خود نخچیر کے دل میں ہو پیدا ذوقِ نخچیری'' کے انداز میں آلۂ کار بنی ہوئی ہیں لیکن 11 ستمبر سے قبل مسلمان عوام بھی ''زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ بساز'' کا نقشہ بنے ہوئے تھے اور زندگی کی کوئی رمق ان میں کہیں دور دور نظر نہ آتی تھی۔ سوائے اس کے کہ ''الجھ رہے ہیں زمانے سے چند دیوانے'' کے مصداق' عالم اسلام میں کہیں کہیں حقیقی روحِ اسلام سے آشنا مٹھی بھر لوگ ''زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ ستیز'' کا علم ہاتھ میں اٹھائے انقلابی انداز میں غلبہ و اقامت دین کو اپنی زندگیوں کا مشن بنائے اپنے محدود وسائل کے ساتھ سرگرم عمل تھے اور مسلمانوں کو حاضر و موجود سے بیزاری کا سبق پڑھا رہے تھے ـــــ ان میں نمایاں ترین گروہ افغانستان کے ان طالبان کا تھا جو اقتدار ملنے کے بعد وسائل کی شدید کمی کے باوجود نفاذِ شریعت کو ہر دنیاوی مفاد پر ترجیح دینے کا تہیہ کئے ہوئے تھے اور حق کی خاطر دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت سے ٹکر مول لینے کے لئے تیار تھا ـــــ بقیہ پورا عالم اسلام نہ صرف یہ کہ خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہا تھا بلکہ عام مسلمانوں کی تمام تر ہمدردیاں اور ذہنی ہم آہنگی دین اسلام کے وفاداروں کی بجائے ان اسلام دشمن طاقتوں اور تہذیبوں کے ساتھ تھیں جو حقیقی اسلامی روح کو کچلنے کے لئے طویل منصوبہ بندی میں مصروف تھیں۔ رہیں غیر مسلم اقوام تو وہ سرے سے اسلام کو قابل التفات اور اسلامی تعلیمات کو قابل مطالعہ سمجھتی ہی نہ تھیں۔

11 ستمبر کے بعد اگرچہ دین حق کے وفاداروں پر کڑا وقت آیا جب وقت کا فرعون' امریکہ اپنی پوری جنگی قوت کے ساتھ افغانستان پر حملہ آور ہوا۔ طالبان سے اگرچہ اقتدار چھن گیا' ان کی ایک قابل ذکر تعداد مرتبۂ شہادت سے سرفراز ہوئی' اسامہ بن لادن اور ان کے وہ ساتھی جو روس کے خلاف جہاد میں حصہ لینے کے لئے دنیا کی تمام آسائشوں کو تج کر افغانستان کے بیابانوں میں جا آباد ہوئے تھے' اگرچہ نہایت سخت امتحانات سے دوچار ہوئے' ان پر قافیہ حیات اس قدر تنگ کر دیا گیا کہ پاکستان جیسے ''اسلامی'' ملک نے بھی انہیں پناہ دینے سے انکار کر دیا اور یوں بظاہر اہل حق کو پے بہ پے ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑا ـــــ لیکن ان کی یہ قربانیاں رائیگاں نہیں گئیں۔ ان میں سے جو شہادت سے ہمکنار ہوئے وہ امر ہو گئے' جنہوں نے ہر طرح کی سختیاں گوارا کیں لیکن راہِ حق سے منحرف نہ ہوئے وہ اپنی مراد یعنی رضائے رب سے شاد کام ہوئے' ان کے مقام و مرتبہ کا کیا ٹھکانا ـــــ لیکن ان کی قربانیوں اور استقامت کے نتیجے میں پوری دنیا میں احیاءِ اسلام کا غلغلہ بلند ہو چکا ہے۔ بی بی سی کی ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق مغربی دنیا میں آج جو مذہب نہایت تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے وہ اسلام کے سوا اور کوئی نہیں۔ رپورٹ کے مطابق 11 ستمبر کے بعد سے آج تک 34 ہزار امریکی اسلام قبول کر چکے ہیں۔ امریکہ میں اسلام اور قرآن کے مطالعے کے شوق کی آگ یکدم تیز ہو گئی ہے ـــــ قرآن کو سمجھنے کی جستجو اور اسلامی تعلیمات سے آگاہ ہونے کا اشتیاق غیر معمولی طور پر بڑھا ہے ـــــ دین اسلام جسے مسلمانوں نے ایک مردہ مذہب بنا رکھا تھا' ایک زندہ قوت کے طور پر پوری دنیا میں متعارف ہو رہا ہے۔ اس کا تمام تر سہرا ان مخلص طالبان کو جاتا ہے جو ''لڑا دے ممولے کو شہباز سے'' کا مصداق ثابت ہوئے اور انہوں نے امریکہ جیسی بڑی طاقت کے مقابلے میں عزیمت اور استقامت کا وہ غیر معمولی مظاہرہ کیا جس نے پوری دنیا کو ورطۂ حیرت میں مبتلا کر دیا۔

اسی طرح عالم اسلام میں بھی ایک عمومی بیداری کی لہر پیدا ہوئی ہے ـــــ امریکہ اگر ایک طرف مجاہدین اسلام کے سرخیل ملا محمد عمر اور اسامہ بن لادن کو ختم کرنے اور مسلمانوں کے جذبۂ جہاد کو کچلنے کے درپے ہے تو دوسری طرف پورے عالم اسلام میں ان دونوں محترم شخصیات کو محبوب ترین رہنماؤں کا درجہ حاصل ہو چکا ہے اور یہ دونوں رہنما عالم اسلام میں جذبۂ جہاد کی بیداری کی علامت بن گئے ہیں ـــــ گویا

گر اک چراغ حقیقت کو گل کیا تم نے   تو موجِ دود سے صد آفتاب ابھریں گے

کی عملی صورت پیدا ہو چکی ہے ـــــ اسی طرح 11 ستمبر کے بعد تصویر کا ایک روشن رخ یہ بھی ہے کہ امریکہ اور اس کی حلیف مغربی طاقتوں کے اسلام دشمن عزائم پوری طرح کھل کر مسلمانانِ عالم کے سامنے آ چکے ہیں اور وہ اس غلط فہمی کی دھند سے باہر نکل آئے ہیں کہ یہ عالمی طاقتیں عدل و انصاف اور اصول و اخلاق کی علمبردار ہیں' بلکہ ان طاقتوں کا مکروہ چہرہ اب پوری طرح بے نقاب ہو چکا ہے۔ عالم اسلام پر بیداری کی لہر پیدا ہو چکی ہے لیکن مغربی طاقتوں کی گرفت ابھی اتنی مضبوط ہے کہ احیاءِ اسلام کے حوالے سے نمودار ہونے والے سپیدۂ سحر کو پوری طرح پھیلنے میں ابھی خاصا وقت بھی لگے گا اور عشق کے بہت سے امتحانات سے اسلام کے وفاداروں کو ابھی گزرنا ہو گا ○○

اسلام میں ملکیت صرف اللہ کی ہے جبکہ انسان کے لئے امانت کا تصور دیا گیا ہے

نظریہ توحید ایک بہت بڑا انقلابی نظریہ ہے جس سے انسان کی انسان پر حکومت کی جڑ کٹ جاتی ہے

ایمان باللہ جب انسان کا حال بن جاتا ہے تو وہ اس کی راہ میں سب کچھ خوش دلی سے لٹانے کو تیار ہو جاتا ہے

اسلام میں معاشرتی سطح پر کوئی انسان پیدائشی طور پر اعلیٰ گھٹیا' اونچا نیچا نہیں'

مسجد دار السلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے 18 جولائی 2002ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

کسی بھی انقلابی عمل کے آغاز کے لئے شرط اول یہ ہے کہ کوئی انقلابی نظریہ ہونا چاہئے اور اس کے انقلابی ہونے کی شرط یہ ہے کہ انسان کے اجتماعی نظام کے سیاسی' معاشی اور معاشرتی پہلوؤں میں سے کم از کم کسی ایک کی جڑوں پر وہ تیشہ بن کر گرے۔ تب تو وہ انقلابی ہے ورنہ صرف ایک وعظ ہے۔

اسلامی انقلاب کے لئے انقلابی نظریہ ''توحید'' ہے۔ افسوس کہ آج یہ صرف عقیدے کا مسئلہ ہے' جیسا کہ علامہ اقبال نے کہا ہے:

زندہ قوت تھی زمانے میں یہی توحید کبھی
آج کیا ہے؟ فقط اک مسئلہ علم کلام

زندہ قوت اس معنی میں کہ اس کی بنیاد پر ایک عظیم انقلاب برپا ہوا۔ یہ ایک ایسا بھرپور اور مکمل انقلابی نظریہ ہے کہ اس کی کاٹ انسانی اجتماعی نظام کے تینوں گوشوں پر پڑتی ہے۔

حکومت وسیاست کے اعتبار سے نظریہ توحید کا تقاضا ہے کہ حاکم صرف اللہ ہے: ان الحکم الا للہ اسی طرح سورۃ الکہف میں فرمایا گیا: ﴿لایشرک فی حکمہ احدا﴾ ''وہ اپنی حاکمیت کے حق میں کسی کو شریک کرنے کو تیار نہیں۔'' اس نظریہ کے مطابق حاکمیت تو اللہ کے لئے ہے جبکہ انسانوں کے لئے خلافت ہے۔ اس نظریہ سے ملوکیت کی جڑ کٹ جاتی ہے' یہ بادشاہی نظام پر تیشہ بن کر گرتا ہے۔ اس نظریہ کی بدولت ایک قوم کے دوسری قوم کو غلام بنانے کی نفی ہو جاتی ہے۔ اس سے مغربی تصور جمہوریت کی نفی بھی ہو جاتی ہے کیونکہ جمہوریت میں عوام حاکم ہوتے ہیں' جبکہ نظریہ توحید میں انسان کے لئے حاکمیت نہیں خلافت ہے۔ اس کی بہترین مثال وائسرائے کی ہے جو برطانوی بادشاہ یا ملکہ کی طرف سے ہندوستان میں متعین کیا جاتا تھا۔ وائسرائے کا کام تھا کہ جو حکم بادشاہ کی طرف سے آئے' اسے نافذ کرے۔ وہ اس میں کوئی کمی نہیں کر سکتا لیکن جس معاملے میں حاکم کا کوئی واضح حکم نہیں ہے تو اب وائسرائے کا اختیار ہے کہ وہ مقامی حالات کو دیکھتے ہوئے مملکت کی فلاح کے لئے کسی بہتر بات کو اختیار کر لے۔ خلافت سے مراد بھی یہی ہے کہ اللہ کے جو احکام اس کے رسولؐ کے توسط سے آ گئے وہ مسلمانوں کے لئے واجب تعمیل بھی ہیں اور واجب تنفیذ بھی' ان میں کچھ رد و بدل نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ جہاں کوئی واضح حکم موجود نہیں ہے وہاں غور و فکر کر کے اللہ کے دوسرے احکام سے رہنمائی اخذ کرتے ہوئے' دین کی روح سے قریب ترین جو بات نظر آئے' اسے اختیار کر لیا جائے۔ اس کا نام ''اجتہاد'' ہے۔ بہرکیف' اللہ کی حاکمیت اور انسانوں کے لئے خلافت' یہ بہت بڑا انقلابی نظریہ ہے جس سے انسان کی انسان پر حکومت کی جڑ کٹ گئی۔ اس سے ملوکیت اور جمہوریت دونوں کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ علامہ اقبال نے اپنی مشہور نظم ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' میں جمہوریت کو ملوکیت ہی کی ایک ترقی یافتہ شکل قرار دیا ہے' حالانکہ وہ اس بات کے قائل تھے کہ اسلام میں جمہوریت کا عنصر موجود ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تابع رہتے ہوئے ﴿امرھم شوریٰ بینھم﴾ کا معاملہ جمہوری روح کا آئینہ دار ہے۔ اقبال کی نظم کے مطابق ابلیس کا ایک مشیر کہتا ہے ؎

ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس
جب ذرا آدم ہوا ہے خودشناس و خودنگر

یعنی اب جبکہ انسان میں یہ احساس پیدا ہوا ہے کہ ہمارے بھی حقوق ہونے چاہئیں' بادشاہ سلامت کے ہی سارے اختیارات کیوں ہیں جبکہ یہ بھی ہماری طرح کے انسان ہیں' چنانچہ جب انسان میں یہ شعور پیدا ہو گیا تو ابلیس کہتا ہے کہ ہم نے بادشاہی کو جمہوری لباس پہنا دیا تاکہ لوگ دھوکہ کھا جائیں۔ ورنہ حقیقت کے اعتبار سے جمہوریت بھی اسی طرح کا شرک ہے جیسی ملوکیت۔

معاشی پہلو میں عقیدہ توحید کا یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ مالکِ حقیقی صرف اللہ ہے ﴿للہ ما فی السموات وما فی الارض﴾ ''آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ کی ملکیت ہے۔'' انسان کے لئے اسلام نے امانت کا تصور دیا ہے' یعنی جو کچھ میرے پاس ہے وہ سب اللہ کی امانت ہے' یہاں تک کہ یہ میرا جسم بھی میرے پاس اللہ کی امانت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خودکشی حرام ہے' کیونکہ انسان اپنے جسم کا مالک نہیں ہے۔ امانت کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو جو چیز دی گئی ہے اسے اللہ کی مرضی کے خلاف استعمال نہ کریں۔ آنکھ کا استعمال اللہ کی مرضی کے خلاف نہ ہو' ہاتھ کا استعمال اللہ کی مرضی کے خلاف نہ ہو' اسی طرح دولت' سامان' مکان یہ دنیوی زندگی کی متاع ہیں یہ سب اللہ کی امانت ہیں۔ اب دیکھئے اگر انسانی ملکیت کو حقیقت مان لیا جائے تو پھر انسان کہے گا یہ مال و اسباب میری ملکیت ہیں' میں جیسے چاہے استعمال کروں' آپ کون ہوتے ہیں پوچھنے والے۔ جبکہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ یہ مال کل کا کل اللہ کی ملکیت ہے اور ہمارے پاس امانت ہے اور اس مال میں مانگنے والوں اور محرومین کا حق رکھا ہے' ان کا حق ان کو پہنچا دو۔ یہ بہت بڑا انقلابی نظریہ ہے۔ کیپٹلزم کا پورا نظریہ اس بات پر قائم ہے کہ سرمایہ میرا ہے' میں جو چاہے کروں' یہ قارونیت ہے۔ نظریہ توحید میں اس کی قطعی نفی ہے۔ اسی طرح یہ انقلابی نظریہ جاگیرداری کی جڑ بھی کاٹتا ہے۔ بقول اقبال ؎

رزق خود را از زمین بردن رواست
این متاع بندہ و ملکِ خدا است

اس زمین سے اپنے لئے رزق حاصل کرنا جائز ہے۔ بندے کے لئے یہ استعمال کی چیز ہے۔ لیکن ملکیت اللہ کی ہے۔ زمین کے بارے میں شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے بڑی انقلابی باتیں کی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ زمین کسی کی ملکیت ہو ہی نہیں سکتی' کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ

نے پوری زمین کو میرے لئے مسجد بنا دیا ہے۔" مسجد کسی کی ملکیت نہیں ہوتی بلکہ وقف ہوتی ہے۔ لہٰذا اس اصول کے مطابق جو شخص زمین کو قابلِ کاشت بنائے گا وہ اسی کے پاس رہے گی۔ ہاں اگر تین سال تک زمین بغیر کاشت کے پڑی رہے تو اس کی ملکیت ختم ہو جائے گی۔ اس لئے کہ یہ تو اس لئے تھی کہ اس سے رزق نکالا جائے۔ ہمارے یہاں بڑے بڑے جاگیرداروں کے بڑے بڑے رقبے غیر آباد پڑے ہوئے ہیں' لیکن وہ بدستور ان کے مالک ہیں۔ اسلام اس کی کامل نفی کرتا ہے۔ کیمونزم تو صرف یہاں تک پہنچا تھا کہ کل اموال قومی ملکیت ہیں' اسلام کہتا ہے کسی کی ملکیت نہیں بلکہ اللہ کی ہے۔ یہ تو آخری حد کو چھونے والا انقلابی نظریہ ہے۔

اسی طرح معاشرتی سطح پر نظریہ توحید' کامل انسانی مساوات کا تصور پیش کرتا ہے کہ کوئی انسان پیدائشی طور پر اعلیٰ' گھٹیا' اونچا' نیچا نہیں۔ بعد میں کسی نے علم زیادہ حاصل کیا یا تقویٰ اختیار کیا تو وہ اللہ کی نگاہ میں اونچا ہو جائے گا۔ لیکن پیدائشی طور پر کسی گورے کو کالے اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں۔ اسی طرح عورت پر مرد کو کوئی فضیلت نہیں۔ البتہ مرد و عورت میں اونچ نیچ وہاں ہوتی ہے جہاں یہ دونوں مل کر ایک خاندان کی بنیاد ڈالتے ہیں۔ اب انتظامی طور پر شوہر برتر ہے' وہ خاندانی ادارے کا سربراہ ہے اور عورت اس کے تابع ہے۔ انسانوں میں آپ دیکھئے 'مردوں میں ایک امیر ہے اور ایک اس کا دربان باہر کھڑا ہوا ہے۔ یہ دونوں انسان ہونے کے ناطے برابر ہیں۔ لیکن انتظامی حوالے سے ایک افسر ہے اور دوسرا اس کا چپڑاسی ہے۔ یہ فرق و تفاوت محض انتظامی معاملہ ہے۔ اس انقلابی نظریہ کی معاشرتی سطح پر کاٹ کا اندازہ کیجئے کہ آج بھی ہندوستان کی عظیم اکثریت اس معاشرتی مساوات کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ برہمن اونچا اور شودر نیچا ہے۔ حالانکہ بھارت کی حکومت پوری کوشش کر رہی ہے لیکن لوگوں کے ذہنوں سے یہ اونچ نیچ نہیں نکل سکی۔ ہندوستان میں جتنا ظلم ہندو مسلمانوں پر کرتا ہے اس سے زیادہ ظلم اونچی ذات کا ہندو نیچی ذات کے ہندو پر کرتا ہے۔ یہی بات امریکہ میں ہے۔ وہاں کالے اور گورے کا معاملہ ہے۔ امریکی گورنمنٹ نے ہر ممکن تدبیر کی ہے کہ لوگوں میں سے کالے اور گورے کا فرق ختم ہو جائے۔ کالے گورے میں فرق کرنا وہاں قانونی طور پر جرم ہے لیکن دلوں پر تو قانون لاگو نہیں ہو سکتا۔ آج بھی کالا اگر کسی بستی میں مکان آ کر خرید لے تو گورے وہ بستی چھوڑ دیتے ہیں۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو اگرچہ امریکہ جمہوریت کا امام اول اور بھارت امام دوم ہے لیکن ان دونوں ممالک میں لوگوں کے ذہنوں سے انسانی اونچ نیچ کا فرق نکالا نہیں جا سکا۔ یہ ختم ہو سکتا ہے تو صرف نقطۂ توحید سے۔ "اے لوگو! ہم نے پیدا کیا تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے اور تم کو قوموں اور قبیلوں میں تعارف (شناخت) کے لئے تقسیم کیا۔" یعنی تمہارا خالق بھی ایک ہے اور جد امجد بھی ایک' لہٰذا تم سب انسان برابر ہو۔ یہی وہ بات ہے جو حضور ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمائی۔ "کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں۔ کسی سرخ رنگت والے کو سیاہ فام پر اور کسی سیاہ فام کو کسی سرخ رو پر کوئی فضیلت نہیں۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم کو مٹی سے بنایا گیا تھا۔"

یہ ہیں نظریہ توحید کی تین فروعات' یہ دوسری بات ہے کہ آج ہمارے ہاں توحید ایک انقلابی نظریہ نہیں بلکہ صرف عقیدہ بن کر رہ گئی ہے۔ اس لئے ہمارے ہاں بھی وہ غلط نظریات آ گئے ہیں کہ سید زادہ اونچا ہے' لہٰذا مصلی چارپائی پر اس کے برابر نہیں بیٹھ سکتا۔ بہر حال یہ ہے اس انقلاب کا بنیادی فلسفہ جو محمد عربیؐ نے برپا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ قرآن مجید میں ابتداء میں جو سورتیں اور آیتیں نازل ہوئیں ان میں بظاہر زیادہ زور ایمان بالآخرت پر ہے۔ لیکن دعوت کا مرکزی نکتہ یہی نظریہ توحید تھا۔ حضور ﷺ مکہ کی گلیوں میں دعوت کے لئے نکلتے تھے تو آپؐ کہتے تھے۔ یا ایھا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا "اے لوگو کہو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تم فلاح پا جاؤ گے"۔ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت بلالؓ کے گلے میں رسی ڈال کر شرارتی لڑکوں کو دے دیا گیا کہ اب انہیں مکے کی گلیوں میں گھسیٹتے پھرو تو اس حال میں بھی ان کے منہ سے صرف احد احد کی آواز نکل رہی تھی۔ دراصل وہاں جھگڑا ہی توحید اور شرک کا تھا۔

اس توحید کا ایک پہلو اور جان لیجئے۔ انقلاب محمدیؐ کے لئے جس جذبہ اور قوت کی ضرورت تھی وہ اس عقیدہ توحید سے حاصل ہوتی ہے یعنی ایمان باللہ جب انسان کا حال بن جاتا ہے اور جب انسان محسوس کرے کہ اس کائنات میں پتہ تک اللہ کی مرضی کے بغیر نہیں ہل سکتا تو اسے جو ثابت قدمی و ہمت حاصل ہوتی اور خوف و حزن سے نجات ملتی ہے' وہ کسی اور کو نہیں مل سکتی۔ لہٰذا توحید کا یہ انقلابی نظریہ اگر انسان کا حال بن جائے تو اللہ کی محبت' اس سے وفاداری' خلوص کا موجب بنتا ہے جس کے باعث انسان اس کی راہ میں سب کچھ خوش دلی کے ساتھ لٹانے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے۔

حالات حاضرہ

افغانستان کو فتح کرنا آسان لیکن اس پر قبضہ برقرار رکھنا ممکن نہیں

افغانستان میں مایوس کن حالات جلد تبدیل ہوں گے

افغانستان کو فتح کرنا آسان ہے لیکن اس پر قبضہ برقرار رکھنا آسان نہیں ہے' یہ وہ سبق ہے جو قبل ازیں برطانیہ اور روس افغانستان میں فوج کشی کے تجربات سے سیکھ چکے ہیں اور اب افغانستان کی موجودہ صورتحال سے ظاہر ہوتا ہے کہ امریکہ کو بھی یہ سبق سیکھنا ہوگا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ افغانستان میں مسلسل بدامنی پھیل رہی ہے۔ کوفی عنان نے بھی تسلیم کیا ہے کہ طالبان نے باقاعدہ ہتھیار نہیں ڈالے ہیں۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو حکومت کا کنٹرول صرف کابل تک ہے اور بیرونی افواج بھی صرف کابل ہی میں امن قائم کر سکی ہیں۔ اسی طرح شادی کی تقریب پر بمباری کے بعد وسطی صوبوں کے گورنروں نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ اگر دوبارہ ایسا واقعہ ہوا تو وہ متحد ہو کر امریکہ کے خلاف جنگ کریں گے۔ ان حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ طالبان حکومت کے خاتمہ کے باعث جو مایوس کن صورت حال پیدا ہوگئی تھی وہ ان شاء اللہ جلد تبدیل ہوگی۔ اگر اس وقت تک صدر مشرف اقتدار میں موجود رہے تو انہیں 11 ستمبر کے بعد دین و غیرت اور اخلاق و مروت کے اصولوں کے برخلاف پالیسی اپنانے پر اپنی غلطی کا احساس ضرور ہوگا۔ تاہم اس وقت شاید اتنی دیر ہو چکی ہو کہ معاملات ان کے کنٹرول میں نہ رہیں۔ جیسا کہ میں نے 11 ستمبر کے بعد صدر مشرف سے ایک ملاقات میں ان پر واضح کیا تھا کہ اگر ہم نے اپنے مسلمان افغان بھائیوں کا ساتھ نہ دیا تو امریکہ اپنا مطلب نکل جانے کے بعد کشمیر کاز پر بھی ہماری کوئی مدد نہ کرے گا اور اس کے بعد ہمارے ایٹمی اثاثہ جات پر بھی قبضہ کر لے گا۔ افسوس' حالات اسی طرف جا رہے ہیں۔ دراصل 11 ستمبر کے واقعات اور اس کے بعد افغانستان میں فوج کشی کے پس پردہ یہودی ذہن کارفرما ہے۔ یہودی جو اس وقت گریٹر اسرائیل کے قیام کے لئے راہ ہموار کر رہے ہیں انہیں اپنے اس منصوبے کی راہ میں اگر کوئی خطرہ ہے تو وہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت سے ہے اور جب تک یہ ختم نہ ہو گی وہ چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ اس صورت حال میں ہمارے حکمرانوں نے اگر وقت کی نزاکت کا احساس نہ کیا اور اپنے مسائل کے حل کے لئے امریکہ کی طرف ہی دیکھتے رہے تو شاید انہیں توبہ کی مہلت بھی نہ ملے۔

✿ ✿ ✿

جنرل صاحب! اپنا تعلق امریکہ کی بجائے عوام سے مضبوط کریں

دانشمند وہ ہوتا ہے جو دوسروں کے تجربہ سے فائدہ اٹھائے

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

پاکستان اس وقت چوتھی فوجی حکومت بھگت رہا ہے۔ پہلے تین فوجی حکمرانوں یعنی ایوب' یحییٰ اور ضیاء الحق کے بارے میں تو یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ انہیں سول حکومت کا تختہ الٹنے کے لئے امریکہ کی مکمل آشیر باد حاصل تھی البتہ جنرل مشرف کے بارے میں یہ تو یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ انہیں حکومت کا کنٹرول حاصل کرتے وقت کس قدر امریکی پشت پناہی حاصل تھی۔ یہ الگ بات ہے کہ اس علاقہ میں امریکی مفادات کا جس قدر تحفظ جنرل مشرف نے کیا ہے اور امریکہ کو پاکستان میں دراندازی کی کھلم کھلا چھٹی جتنی جنرل مشرف نے دی ہے' وہ ان کے کسی فوجی پیش رو نے نہیں دی تھی۔ ایک رائے یہ ہے کہ ایوب' یحییٰ اور ضیاء کو برسر اقتدار لانے کے معاملہ پر امریکہ کا سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ' پینٹاگون اور مختلف ایجنسیاں متفق تھیں اور یہ کام مکمل طور پر باہمی اتفاق رائے سے ہوا تھا بلکہ جنرل مشرف کو برسر اقتدار لانے اور نواز شریف کو معزول کرنے میں امریکی انتظامیہ اور سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ تو مشترکہ موقف رکھتے تھے جبکہ پینٹاگون کا نقطہ نظر مختلف تھا۔ امریکی انتظامیہ کا خیال تھا کہ آنے والے وقت میں کلنٹن نواز شریف دوستی کام آئے گی اور اس علاقہ میں امریکی مفادات کے تحفظ کے لئے نواز شریف سے بآسانی کام لیا جا سکے گا اور وہ کسی بھی موقع پر نافرمانی کا مظاہرہ نہیں کریں گے' جبکہ پینٹاگون سمجھتا تھا کہ مستقبل میں پاکستانی فوج کو امریکی مفادات کے تابع رکھنا نواز شریف کے بس کی بات نہیں ہوگی۔ چنانچہ دونوں جگہ طاقت کی جیت ہوئی۔ امریکی انتظامیہ کی پاکستانی فوج کو یہ دھمکی کہ وہ غیر آئینی قدم نہ اٹھائے' بیکار ثابت ہوئی اور جنرل مشرف نے اقتدار سنبھالتے ہی ایک اہم فون کال کی:

General Zeni, I have taken over

کلنٹن نے اس فوجی حکومت سے ناراضگی بلکہ نفرت تک کا اظہار کیا' لیکن اقتدار میں وہ اس کے آخری دن تھے۔ پھر بش آئے۔ ان کے جنرل نالج کا یہ حال تھا کہ صدارتی انتخاب لڑتے وقت وہ یہ تک نہیں جانتے تھے کہ پاکستان کا صدر کون ہے۔ پھر نائن الیون کا سانحہ ہوا' جس کے بعد صدر بش چاہے کانگریس یا سینٹ سے خطاب کرتے یا پھر اخبار نویسوں سے گفتگو کر رہے ہوتے' وہ اپنی بات جنرل مشرف کی تعریف و توصیف سے شروع کرتے اور اسی پر ختم کرتے۔ جنرل مشرف صبح کا پہلا ٹیلی فون اگر پاول کا ریسیو کرتے تو رات کی آخری فون کال خود بش کی ہوتی۔ لیکن چند روز سے معاملات کچھ بدلے بدلے لگتے ہیں۔ امریکیوں کے پیٹ میں پھر جمہوریت کا مروڑ اٹھا ہے۔ کرسٹینا روکا جو جنوبی ایشیا امور کی نائب وزیر خارجہ ہیں'

ابوالحسن

انہوں نے سینٹ کی ذیلی کمیٹی کے سامنے بیان دیتے ہوئے کہا ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان میں جمہوریت بحال ہو اور وہ اس آئینی فریم میں ہو جو 1973ء کا آئین فراہم کرتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہم پاکستان میں جمہوریت کی بحالی کے زبردست حق میں ہیں اور وہاں انتخابات کے غیر جانبدار اور شفاف ہونے پر کڑی نگاہ رکھیں گے۔ اس کے ساتھ ہی اپریل کے ریفرنڈم پر پہلی مرتبہ تحفظات کا اظہار بھی کیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ امریکہ جنرل مشرف سے منہ کیوں پھیر رہا ہے! یہ سوچنا بھی حماقت ہوگی کہ ایسا سب کچھ وہ جمہوریت کی محبت میں کر رہا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ بار بار یہاں جمہوریت کی بساط لپیٹنے کی پشت پناہی نہ کرتا!

راقم کی رائے میں اس تبدیلی کی دو وجوہ ہی ممکن ہو سکتی ہیں۔ پہلی یہ کہ امریکہ جنرل مشرف کو اپنے مفادات کے تحفظ میں جتنا استعمال کرنا چاہتا تھا' کر چکا ہے۔ اب وہ سمجھتا ہے کہ جنرل مشرف مزید اس کے لئے ایک مفید مہرہ ثابت نہیں ہو سکتے۔ دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ جنرل مشرف نے پیچھے ہٹتے ہٹتے کسی مرحلے پر یہ کہہ دیا ہو کہ no more۔ چنانچہ اب امریکہ اپنی بات منوانے کے لئے ان کا بازو مروڑ رہا ہے۔ اگر واقعی ایسا ہوا ہے تو توقع یہی ہے کہ جنرل مشرف زیادہ دیر تک ثابت قدم نہیں رہ سکتے۔ دراصل جنرل مشرف جیسا فوجی کمانڈر اور مضبوط اعصاب رکھنے والا شخص امریکیوں کی بات تسلیم کرنے پر اس لئے مجبور ہوگا کہ وہ پاکستانیوں کے تقریباً تمام طبقوں سے اپنے تعلق کو بہت کمزور کر چکا ہے۔ عوام اس لئے ناراض ہیں کہ انہوں نے اکتوبر 1999ء میں جو امیدیں لگائی تھیں وہ نہ صرف یہ کہ پوری نہیں ہوئیں بلکہ معاملات مزید بگڑ گئے ہیں۔ مہنگائی کا سیلاب انہیں بہائے لے جا رہا ہے۔ سرکاری دفتروں میں انہیں اسی طرح دھکے پڑ رہے ہیں۔ رشوت اور بدعنوانی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ہے۔ سیاسی معاملات یہ ہیں کہ تانگہ پارٹیوں کے رہنماؤں کی بات تو چھوڑیں' بڑی جماعتوں سے منسلک سیاست دان' خصوصاً مسلم لیگ (ن) اور پی پی پی سمجھتے ہیں کہ جمہوریت کی بحالی کے بعد بھی فوج حقیقتاً اقتدار پر اپنا قبضہ مضبوط کرنا چاہتی ہے۔ وکلاء اس لئے خفا ہیں کہ آئین کو مسخ کیا جا رہا ہے۔ تاجر اس لئے ناراض ہیں کہ ٹیکسوں کی بھرمار ہے اور سیلز ٹیکس جان کا عذاب بنا ہوا ہے۔ اساتذہ اور طلبہ تعلیمی اداروں کی نجکاری کو نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔ مذہبی جماعتیں سب سے زیادہ ناراض ہیں کہ ملک کو سیکولر بنایا جا رہا ہے۔ مدارس آرڈیننس کے ذریعے ان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کی جا رہی ہے اور یہ سب کچھ امریکہ کو خوش کرنے کے لئے ہو رہا ہے۔ لہٰذا جنرل مشرف کے پاؤں زمین پر نہیں ہیں' انہیں صرف فوج کی حمایت حاصل ہے۔ وہ بھی اس لئے کہ اللہ کے فضل سے ہماری فوج میں اب تک ڈسپلن موجود ہے۔

راقم ایک عرصہ سے اس کالم کے ذریعے جنرل صاحب کے گوش گزار کر رہا تھا کہ وہ اپنا تعلق امریکہ کی بجائے اپنے عوام سے مضبوط کریں۔ جنرل صاحب! آپ کے وزیر خزانہ زرمبادلہ کے ذخائر کو ایک ارب ڈالر سے 7 ارب ڈالر تک بے شک لے گئے ہیں' لیکن یہ کیسی کامیابی ہے کہ اس کا فیض عوام تک نہیں پہنچا۔ وہ خوش ہونے کی بجائے سخت نالاں ہیں اور ان کو اپنے غیض و غضب کے اظہار کے لئے موقع کی تلاش ہے۔ ایک عام آدمی شب و

روز کی محنت اور اپنا خون پسینہ ایک کرنے کے بعد جو کچھ گھر لے کر آتا ہے اس کا بیشتر حصہ یوٹیلٹی بل ادا کرنے میں صرف ہو جاتا ہے۔ ملک کی معاشی حالت بہتر ہونے کا نتیجہ یہ ہونا چاہئے تھا کہ انہیں ریلیف ملتا' جبکہ اس کے برعکس بجلی کے بلوں میں موت کا پیغام دینے والا اضافہ کر دیا گیا۔ اب بھی اس فیصلہ کو معطل کیا گیا ہے' منسوخ نہیں۔ یہ اقدام شاید انتخابی مجبوریوں کا تقاضا تھا۔ مذہبی جماعتوں کے خلاف کریک ڈاؤن اور احمق وزراء کے نازیبا بیانات سے آپ کو نفرتوں کے سوا کیا حاصل ہوا ہے؟ کیا عوام کے دلوں میں مذہبی رہنماؤں کے خلاف نفرت بھرنا کسی فوجی قوت کے ذریعے ممکن ہے؟ عوام مذہبی جماعتوں کو چاہے ووٹ دیں یا نہ دیں لیکن دلی طور پر وہ ان کا بہت احترام کرتے ہیں۔ مذہبی معاملات پر عوام کسی غیر مذہبی شخص کی بات سننے کو بھی تیار نہیں۔ اگر قومی خزانہ میں ریل پیل ہو گئی ہے تو تاجروں پر نت نئے ٹیکسوں کی تلوار سونتنے کی بجائے انہیں ریلیف دے کر ان کا تعاون حاصل کیا جائے۔ لیکن جنرل صاحب شاید چومکھی لڑائی لڑنے کے شوق میں سب کو للکار رہے ہیں۔ راقم افسوس کے ساتھ پہلے کئی مرتبہ کہی ہوئی اپنی یہ بات دہرا رہا ہے کہ اگر عوام سے ان کا تعلق کمزور ہوا تو امریکہ اس سے بھرپور فائدہ اٹھائے گا۔ اس کا ایک نتیجہ تو یہ نکلے گا کہ آپ کے اقتدار کا سنگھاسن ڈولتا اور جھولتا رہے گا۔ اصل اندیشہ اس بات کا ہے کہ ہمارا دشمن وطن عزیز پاکستان پر خدانخواستہ کوئی کاری اور فیصلہ کن ضرب لگانے میں کامیاب نہ ہو جائے! آخر میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ترکی جہاں آپ کا آئیڈیل نظام رائج ہے' ایک بار پھر سیاسی بحران کی لپیٹ میں ہے۔ آج کل وہاں جو اکھاڑ پچھاڑ ہو رہی ہے' خدا جانے اس کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ ترکی ہمارا برادر اسلامی ملک ہے' ہم ہر آن اس کے لئے دعا گو ہیں لیکن جَو بیج کر گندم کیسے حاصل کی جا سکتی ہے! جب ایک مسلمان ملک کی فوج کو یہ ذمہ داری سونپ دی جائے گی کہ اسے قوت کے ساتھ ملک میں سیکولر نظام کو مسلط رکھنا ہے تو پھر خیر کی توقع کی جا سکتی ہے! دانشمند وہ ہوتا ہے جو دوسروں کے تجربہ سے فائدہ اٹھائے نہ کہ وہ جو تجربوں میں خود ہی کو ضائع کر دے! **وما علینا الا البلاغ**

انتقال پر ملال

تنظیم اسلامی لاہور شرقی کے معتمد عبدالمتین مجاہد کی خالہ کا منگل کے روز انتقال ہو گیا تھا۔ رفقاء سے مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظامِ خلافت کا قیام

QURAN COLLEGE OF ARTS & SCIENCE
Registered & Recognised by the BISE Lahore

دنیوی اور دینی تعلیم کا حسین امتزاج

قرآن کالج آف آرٹس اینڈ سائنس

نگران و سرپرست : ڈاکٹر اسرار احمد

Classes:

- **FA** (Arts Group)
- **FA** (General Science)
- **I.Com** (Banking/Computer)
- **ICS** (Math+Stat+Computer Science)
- **ICS** (Math+Physics+Computer Science)
- **BA** (Ecomomics+Maths)
- **BA** (Other Combination)

24 اگست تک
لیٹ فیس کے ساتھ
داخلے جاری ہیں

- ایک مکمل تعلیمی و تربیتی پروگرام
- بنیادی دینی تعلیم کا خصوصی اہتمام
- بورڈ اور یونیورسٹی کے نصاب تعلیم کی معیاری تدریس
- آڈیو اور ویڈیو سہولتوں سے آراستہ
- لاہور کے خوبصورت اور پرسکون علاقے میں شاندار عمارت
- انتہائی محنتی اور قابل اساتذہ
- ہم نصابی سرگرمیوں میں تحریر و تقریر پر خصوصی توجہ
- مثالی نظم و ضبط
- وسیع و عریض' قابل دید' ایئر کنڈیشنڈ آڈیٹوریم
- ہاسٹل کی محدود سہولت' فرنشڈ کمرے
- کمپیوٹر ایپلیکیشنز میں Office 2000 کی لازمی اور مفت تعلیم

مزید تفصیلات کے لئے درج ذیل پتے سے پراسپکٹس طلب کیجئے

قرآن کالج ۱۹۱ اتاترک بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن' لاہور ☎ : 5833637

افکار معاصر

یہ بجلیاں آخر کب تک گریں گی؟

بجلی کے نرخ یوں تو ڈھائی برس سے ہی بڑھ رہے ہیں لیکن اب جو تازہ اضافہ ہوا ہے اور اس پر اخبارات میں رائے عامہ کی طرف سے جس قدر ردعمل آیا اسے دیکھتے ہوئے واپڈا کو چلو بھر پانی میں ڈوب مرنا چاہئے اور حکومت کو بھی اپنے گریبان میں جھانک لینا چاہئے کہ اسے ''گڈ گورننس'' کس رنگ میں دکھائی دیتی ہے۔ بجلی آسمان سے گرنا تو سنا اور دیکھا بھی' لیکن بجلی کا یوں بار بار غریبوں کی جھونپڑیوں پر ایوان اقتدار سے گرنے کا عالم ہماری اپنی ہی تاریخ ہے جسے ہمارے ستم ظریف ارباب بست و کشاد بڑے انہماک سے لکھ دیتے ہیں۔ اگر یہی حال بجلیاں گرانے اور لوگوں کے بجٹ خاکستر کرنے کا رہا تو بالآخر عوام الناس بے چارے خون کے چراغ جلائیں گے جن سے سارے ماحول میں آگ بھڑک سکتی ہے اور وہ گھر بھی جل کر راکھ ہو سکتے ہیں جو پانچ روپے اور سات روپے فی یونٹ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس آگ برساتے موسم میں سرد خانوں میں بیٹھے داد تحسین دیتے ہیں۔ یوں لگتا کہ اس ملک میں عیاش امرا اور ان کے لئے سامان تعیش فراہم کرنے والے ہی خوش ہیں' باقی سب بجلیوں کی زد پر ہیں' جن کے گھروں میں چولہے خال خال جلتے ہیں اور اب تو ان کے چراغ بھی بجھا دیئے گئے ہیں' ورلڈ بنک ہو یا آئی ایم ایف' دونوں کو راضی رکھنا ضروری ہے' باقی رہ گئے غریب عوام' تو ان کی حیثیت ہی کیا رہ گئی ہے۔ غیر نمائندہ وزیروں مشیروں کی بھرمار ہے' ان کے کاغذی دلائل بھی امپورٹڈ ہیں اور ان کے گریباؤں پر بھی سنہری مہریں لگی ہوئی ہیں۔ اگر پوچھا جائے کہ حضور! یہ ستم یہ غریبوں پر اتنا بوجھ آخر کیوں ڈھاتے ہوئے تو جواب آتا ہے کہ ہم تمہاری بات تو غور سے سنتے ہیں اور کیا کریں

(از: سرراہے' نوائے وقت' 22 جولائی 2002ء)

سال اقبال کے حوالے سے ماہنامہ ''کوثر'' کے دو خصوصی شمارے

اقبال کی نظم ''طلوع اسلام'' پر خصوصی شمارہ

نام مجلّہ: ماہنامہ کوثر بابت مئی ۲۰۰۲ء
(خصوصی نمبر: طلوع اسلام)
ایڈیٹر: ڈاکٹر نسیم الدین خواجہ
صفحات: ۳۶ (آرٹ پیپر)
قیمت: درج نہیں
ملنے کا پتہ: چلڈرن قرآن سوسائٹی، خواجہ آرکیڈ
۱۷۔ وحدت روڈ، لاہور

کوثر طالب علموں کا ہر دلعزیز اور مقبول ماہوار رسالہ ہے جو ۱۹۶۷ء سے چلڈرن قرآن سوسائٹی کے زیر اہتمام شائع ہو رہا ہے۔ اس سوسائٹی کا مقصد نونہالانِ ملت کو ابتدا ہی سے قرآن کی دعوت اور اس کے اہم مضامین سے روشناس کرانا ہے تاکہ وہ بڑے ہو کر قرآن و سنت کی راہ نمائی میں جدوجہد کرتے ہوئے ملک و ملت اور دینِ حق کا نام روشن کر سکیں۔ معمول کے شمارے معلومات افزا، نصیحت آموز اور سنجیدہ مضامین پر مشتمل ہوتے ہیں۔ کوثر کا زیرِ نظر شمارہ طلوع اسلام کے عنوان پر خصوصی نمبر ہے، جس میں علامہ محمد اقبال کی مشہور نظم ''طلوع اسلام'' کے اشعار اور سادہ الفاظ میں ان کے مطالب بیان کئے گئے ہیں۔ ادارہ کوثر کا یہ انتخاب موزوں اور انتہائی بروقت ہے۔ اس نظم میں علامہ نے جہاں مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کی کوشش کی ہے وہاں انہوں نے کامیابی کی نوید بھی سنائی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی ہے کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ کرہ ارضی پر کوئی جگہ نہیں رہے گی جہاں اسلام داخل نہیں ہوگا۔

یہ شاہکار نظم انجمن حمایت اسلام کے اڑتیسویں سالانہ جلسہ منعقدہ مارچ ۱۹۲۳ء میں علامہ اقبال نے خود پڑھ کر سنائی۔ یہ وہ دور تھا جب اسلامی مملکتیں ایک ایک کر کے غلامی کا جوا اتار پھینکنے کی کامیاب جدوجہد میں لگی ہوئی تھیں۔ آج کے دور میں اگرچہ سب ہی اسلامی ممالک آزاد ہو چکے ہیں مگر مسلمان ہیں کہ اپنی غفلت شعاری، سہل پسندی اور مغرب کی اندھی تقلید کے سبب اسلامی تعلیمات سے دور ہوتے چلے جا رہے ہیں اور نتیجتاً تمام مسلم ممالک ظاہری آزادی کے باوجود معنوی طور پر مغربی استعماری اقوام کی غلامی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ آج کے دور میں علامہ اقبال کی یہ نظم مسلمانوں کو بیدار کرنے، اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلنے اور اسلامی تعلیمات کے ساتھ وابستہ کرنے کے لئے انتہائی موزوں اور مفید ہے۔ طلوع اسلام کو عنوان بنا کر اس کے مطالب کو آسان زبان میں پیش کر کے ادارہ کوثر نے وقت کی ایک اہم ضرورت کا احساس کیا ہے۔

اگرچہ کوثر کے معمول کے شمارے بھی اچھے سفید کاغذ پر ہوتے ہیں مگر یہ خصوصی شمارہ عمدہ آرٹ پیپر پر شائع ہوا ہے جس میں رنگوں کے استعمال نے اسے مزید دیدہ زیب اور دلکش بنا دیا ہے۔ آخری صفحے پر ایک رباعی کا عکس ہے جو خود علامہ کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے اور نیچے ان کے دستخط بھی موجود ہیں جو پڑھنے والوں کی دلچسپی کا باعث ہے۔

حب نبیؐ اور اقبال

نام مجلّہ: ماہنامہ کوثر بابت جون ۲۰۰۲ء
(خصوصی شمارہ: حب نبی اور اقبال)
ایڈیٹر: ڈاکٹر نسیم الدین خواجہ
صفحات ۵۲ (آرٹ پیپر)
قیمت: درج نہیں
ملنے کا پتہ: دی چلڈرن قرآن سوسائٹی، خواجہ آرکیڈ
۱۷۔ وحدت روڈ، لاہور

کوثر طالب علموں کے لئے ایک معیاری ماہنامہ ہے۔ یہ ایسے معلومات افزا مضامین اور سبق آموز تحریروں پر مشتمل ہوتا ہے جو اسلامی روایات کی عکاس ہوتی ہیں۔ چلڈرن قرآن سوسائٹی کا مقصد اُن کے اپنے الفاظ میں نونہالان ملت کو ابتدا ہی سے قرآن کی دعوت اور اس کے اہم مضامین سے روشناس کرانا ہے تاکہ وہ بڑے ہو کر قرآن و سنت کی رہنمائی میں جدوجہد کرتے ہوئے ملک و ملت اور دین حق کا نام روشن کر سکیں۔ کوثر کا زیرِ نظر شمارہ جون ۲۰۰۲ء کا ہے جو ''حبِ نبیؐ اور اقبالؒ'' کے عنوان پر ہے۔ اقبال ایک سادہ سے مسلمان تھے مگر انہیں رسول اللہ ﷺ کی ذات سے بے پایاں محبت تھی۔ وہ کثرت سے درود شریف پڑھتے تھے۔ وہ عاشقِ رسولؐ تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی پُر مشقت زندگی کو یاد کرتے اور روتے تھے۔ کوثر کے اس خصوصی شمارے میں حبِ نبی کی اہمیت اور اس کے تقاضوں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ صحابہ کرام کے چند واقعات بھی دیئے گئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے ساتھ انہیں کس قدر الفت اور محبت تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ علامہ اقبال کی محبت کا انداز اور حبِ نبی کے تقاضے بھی بیان کئے گئے ہیں۔

اگرچہ علامہ اقبال کو حرمین شریفین کی زیارت کا شرف حاصل نہیں ہوا مگر بطرف حجاز جو سفر انہوں نے روحانی طور پر کیا اُس کی کیفیت انہوں نے قلمبند کی ہے جس کے ایک ایک حرف سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی والہانہ محبت ٹپکتی ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کو مقصودِ کائنات اور بنی نوع انسان کے لئے عظیم نعمت سمجھتے ہیں۔

''حب نبیؐ اور اقبالؒ'' کے عنوان سے کوثر کا خصوصی شمارہ شائع کرنے پر ادارہ کوثر بجا طور پر مبارک باد کا مستحق ہے۔ ماہنامہ کوثر کا معمول کا شمارہ سفید کاغذ پر عام سائز کا ہوتا ہے جبکہ یہ خصوصی شمارہ بڑے سائز میں بہت اعلیٰ آرٹ پیپر پر شائع کیا گیا ہے۔ رنگوں کے استعمال نے اسے اور بھی دیدہ زیب بنا دیا ہے۔ ٹائٹل پر گنبد خضریٰ کی خوبصورت تصویر ہے جس کے نیچے یہ شعر درج ہے۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

الغرض کوثر کا یہ حسین و جمیل خصوصی شمارہ جہاں گراں قدر تحریروں پر مشتمل ہے وہاں دلکشی اور رعنائی کا مظہر بھی ہے۔ یوں اس پر نگاہ ڈالنے والا اُس کو حاصل کرنے کے لئے عقیدت کا ہاتھ بڑھائے گا۔

(تبصرہ نگار: پروفیسر (ر) محمد یونس جنجوعہ)

بقیہ : کاروان خلافت

اگلے دن یعنی بروز ہفتہ قریبی مسجد میں نکاح کی تقریب ہوئی۔ جناب خالد محمود عباسی نے خطبۂ مسنونہ کے مضامین اور اصلاح الرسوم کے حوالے سے پُر تاثیر خطاب کیا۔ ہمارے دعوتی سفر کا یہ آخری پروگرام تھا۔ جناب مختار ہاشمی نے امیر محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد سے ملاقات کی خواہش کا بار بار اظہار فرمایا اور ان کی آمد سے قبل از وقت مطلع کئے جانے کی تاکید کی۔ رخصت سے قبل راقم نے جب یہ الفاظ کہے کہ ہماری تمنا ہے کہ ہم یہاں سے خالی ہاتھ نہ لوٹیں تو ہاشمی صاحب نے تنظیم میں شمولیت کے لئے آمادگی ظاہر کی اور رابطہ رکھنے کی تاکید کی۔

فارورڈ کہوٹہ کنٹرول لائن پر واقع ہے اور اکثر گولہ باری کی زد میں رہتا ہے۔ ہماری موجودگی میں بھی وہاں فائرنگ کی آوازیں سنائی دیتی رہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ مقامی آبادی خوفزدہ نہیں اور ان کے حوصلے بلند ہیں۔ اللہ ان کی حفاظت و مدد فرمائے۔ آمین!

(رپورٹ: عبدالقیوم)

شعورِ امن

—— تحریر: مسرت پروین، کراچی ——

اسلام کے لغوی معنی ''سلامتی'' کے ہیں۔ یہ وہ مذہب ہے جو امن و آشتی کا درس دیتا ہے۔ یہ رویوں کو درست رکھنے کا مذہب ہے۔ اسلام کے معاشرتی نظام میں خاندان ایک بنیادی اکائی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس نے ایسا عائلی نظام ترتیب دیا ہے جس پر عمل پیرا ہو کر ہم دین و دنیا میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔ آج مغرب اپنے بنائے ہوئے قانون پر شرمسار ہے۔ اس سے وہاں کا خاندانی نظام ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور بے راہ روی کے سبب ایڈز جیسا مہلک اژدھا ان کو نگلے جا رہا ہے۔ آج مغرب میں اسلام تیزی سے فروغ پا رہا ہے' کیونکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس دین کی سچائیاں واضح ہو کر سامنے آ رہی ہیں اور لوگ جوق در جوق مشرف بہ اسلام ہو رہے ہیں۔ یہ اللہ کا خصوصی احسان ہے کہ نئی نسل میں دین کو سمجھنے کا شعور پیدا ہو گیا ہے۔ آج مدرسوں اور تعلیم القرآن کے اداروں میں لوگوں کی جوق در جوق آمد اس امر کی دلیل ہے کہ انقلاب آ چکا ہے۔ دلوں میں ہدایت کی کونپلوں نے انگڑائی لی ہے۔ چند لوگوں نے اس بنجر زمین کی آبیاری کے لئے اپنی زندگی فنا کر دی اور خود کو مٹا دیا' مگر آج ان کی محنت رنگ لائی ہے۔ ایسے میں ہماری ذمہ داریاں ختم نہیں ہوئی ہیں بلکہ مزید بڑھ گئی ہیں۔ اب ہمیں ان کونپلوں کو مخالف ہواؤں سے بچانا ہے اور سایہ دار درخت بننے تک ان کی حفاظت کرنی ہے۔ اسی طرح اپنی نئی پود کو یہ بھی سمجھانا ہے کہ جس طرح ہر مشین کو چلانے کے لئے اس کے ساتھ ایک کتابچہ برائے رہنمائی مہیا کیا جاتا ہے' اسی طرح ایک مسلمان کو زندگی گزارنے کے تمام رموز و اسرار ''قرآن مجید'' میں بتا دیئے گئے ہیں۔ ہم اسے خود پڑھ کر اور سمجھ کر آگے پہنچائیں گے تو دیئے سے دیا جلے گا' ماحول روشن و پاکیزہ ہو جائے گا' جہالت کے اندھیرے دور ہو جائیں گے' دلوں میں سکون اتر آئے گا' دنیا میں امن ہو جائے گا اور یہی ہمارا مذہب بھی ہمیں سکھاتا ہے۔

اردو ادب میں اسلام دشمنی کے مظاہر

—— تحریر: انجینئر نوید احمد' کراچی ——

اردو ادب میں بعض اسلام دشمن عناصر نے دین اسلام کے حوالے سے اپنے خبث باطن کا اظہار اس طرح سے کیا کہ بعض اہم دینی اصطلاحات کو غلط معانی میں استعمال کرنے کو کمال ہوشیاری سے رواج دے دیا۔ اکثر مخلص حضرات و خواتین بھی تحریر و تقریر میں غیر شعوری طور پر یہ اصطلاحات استعمال کر جاتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت کے اعتبار سے یہ غلط اور معانی کے اعتبار سے شر انگیز ہیں۔

۱۔ **صلوات**: قرآن حکیم میں لفظ ''صلوات'' عنایات کے معنی میں آیا ہے۔ سورۃ البقرہ کی آیت ۱۵۷ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اولٓئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ'' ''یہ وہ لوگ ہیں جن پر عنایات ہیں ان کے رب کی طرف سے اور رحمت''۔ اردو تحریروں یا تقاریر میں ''صلوات'' کا لفظ گالی کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے مثلاً کہا جاتا ہے ''اس نے مجھے بہت صلواتیں سنائیں۔''

۲۔ **لن ترانیاں**: حضرت موسیٰ ؑ نے جب کوہ طور پر اللہ تعالیٰ سے اپنا جلوہ دکھانے کی فرمائش کی تو اللہ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''لن ترانی'' تم مجھے دیکھ نہیں سکتے۔ لیکن یہی لفظ اردو تحریر میں فضول گوئی کے لئے استعمال ہوتا ہے یعنی ''میں نے تمہاری بہت لن ترانیاں سن لیں اب کام کی بات کی طرف آؤ۔''

۳۔ **قل ھو اللہ**: سورۂ اخلاص توحید باری تعالیٰ کا خزانہ اور حدیث نبوی ﷺ کے مطابق اپنی عظمت کے اعتبار سے ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ لیکن تحریر و تقریر میں یہ جملہ استعمال کر دیا جاتا ہے کہ ''میرا بھوک سے برا حال ہے اور اب تو میری انتڑیوں نے بھی قل ھو اللہ پڑھنا شروع کر دی ہے۔'' انتڑیوں کا قل ھو اللہ پڑھنا ایک مہمل سی بات ہے۔

۴۔ **گل محمد**: نبی اکرم ﷺ سے دشمنی کا مظہر یہ ہے کہ آپؐ کو جامد تقلید پرستی کا مرکز و محور قرار دینے کے لئے کہا جاتا ہے کہ ''زمیں جنبد نہ جنبد گل محمد'' یعنی زمین تو ہل سکتی ہے مگر گل محمد اپنی ضد سے نہیں ہٹ سکتا۔

۵۔ **باوا آدم**: حضرت آدمؑ کو پہلے نبی اور پوری نوع انسانی کے جد امجد ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ لیکن طنزاً کہا جاتا ہے کہ ''ارے ان کا تو باوا آدم ہی نرالا ہے۔'' یعنی وہ عجیب طرح کے لوگ ہیں۔

۶۔ **حواری**: حضرات انبیاء کے جاں نثار ساتھیوں کے لئے قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ میں صحابی اور حواری کی اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں۔ حواری کی یہ مقدس اصطلاح آج کل کسی بھی لیڈر کے خود غرض ساتھیوں کے لئے استعمال کر دی جاتی ہے۔ مثلاً ''نواز شریف اور اس کے حواریوں نے قوم کا سرمایہ ضائع کر دیا۔''

۷۔ **زید و بکر**: حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت زید بن حارثہؓ نبی اکرم ﷺ کے جلیل القدر صحابہ کرامؓ میں سے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ انبیاء کے بعد تمام نوع انسانی میں وہ افضل بشر ہیں جنہیں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ یارِ غار شریک بدر اور رفیق قبر ہونے کی سعادت حاصل ہے۔ اسی طرح حضرت زیدؓ وہ واحد صحابی ہیں جن کا نام قرآن حکیم میں آیا ہے۔ تحریر و تقریر کے دوران اگر کسی مثال میں جب عامی سے لوگوں کا ذکر کرنا ہو تو کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ کام کسی زید و بکر نے کیا ہو گا۔ یہ دونوں نام ایسے عام نام نہیں ہیں کہ انہیں فرضی ناموں کی جگہ استعمال کر دیا جائے۔

سورۃ الحجرات کی آیت ۳ میں نبی اکرم ﷺ کے ادب و احترام کو اور سورۃ الحج کی آیت ۳۲ میں دینی شعائر کی تعظیم کو قلوب میں تقویٰ ہونے کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح تقویٰ کا تقاضا ہے کہ ہم دینی اصطلاحات کا بھی احترام کریں' اس سلسلہ میں خصوصی احتیاط سے کام لیں اور ان دینی اصطلاحات کو مروج معنی میں استعمال کرنے کی حوصلہ شکنی کریں۔

نامے مرے نام

محترم و مکرم جناب حافظ عاکف سعید صاحب

مدیر ندائے خلافت

السلام علیکم! مزاج گرامی

فلسطین نمبر کی اشاعت پر آپ اور آپ کے رفقاء کار گولڈ میڈل کے حقدار ہیں۔ بلاشبہ آپ نے بہت بڑا دینی فریضہ ادا کیا ہے۔ اس شمارہ کے تمام مضامین' مسجد اقصیٰ کی نایاب تصاویر اور اشعار کا انتخاب اتنا ہی بہترین ہے جتنا اس شمارے کا ٹائٹل۔

یہ شمارہ آپ کی بھرپور محنت اور سچی لگن کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ؏ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ کی دعا کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔ والسلام

وسیم احمد

شعبہ نشر و اشاعت' تنظیم اسلامی حلقہ لاہور

☆ ☆ ☆

بخدمت گرامی مدیر ہفت روزہ ''ندائے خلافت''

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! مزاج گرامی!

''ندائے خلافت'' کا خصوصی نمبر بہت خوبصورت ہے۔ بے شمار ظاہری و معنوی خوبیوں کا حامل پایا۔ تمام تحریریں نہایت معیاری ہیں۔ ایک پوری تاریخ ہے جو کہ 94 صفحات میں سمو دی گئی ہے۔ بہت سے قارئین نے تعریف کی ہے اور ادارہ ندائے خلافت کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ راقم کی طرف سے اور ہمارے دوست واحباب کی طرف سے اس شاندار اور معیاری نمبر شائع کرنے پر بہت بہت مبارک ہو! والسلام

سید محمد آزاد امیر تنظیم اسلامی میرپور

مسلمان کی اُخروی نجات ہی ہمارا ہدف ہے

قیامِ پاکستان کا مقصد صرف اسلامی نظام کا قیام تھا

پاکستان میں اسلام انتخابی عمل سے نہیں بلکہ انقلابی طریقے سے آ سکتا ہے

دوسروں کو مسلمان بنانے سے پہلے اپنے آپ کو مسلمان بنانا چاہئے

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کے امیر جناب مرزا ایوب بیگ سے خالد نجیب خان کا انٹرویو' جو نوائے وقت گروپ کے فیملی میگزین میں شائع ہوا

☆ بیگ صاحب سب سے پہلے یہ بتائیں کہ تنظیم اسلامی کیوں بنائی گئی اور کیا کر رہی ہے؟

○ تنظیم اسلامی معروف معنوں میں کوئی دینی یا سیاسی جماعت نہیں ہے اور نہ ہی یہ کوئی فرقہ وارانہ جماعت ہے۔ یہ خالصتاً ایک اصولی' اسلامی انقلاب جماعت ہے جس کا ہدف یہ ہے کہ پاکستان میں اسلامی نظام کا نفاذ کیا جائے اور پھر اسے پوری دنیا پر محیط کیا جائے مگر ایک مسلمان کی اخروی نجات اس کا اصل ہدف ہے۔ لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اس وقت تک ہمیں حاصل نہیں ہو سکتی جب تک ہم خود حقیقی معنوں میں مسلمان نہ بن جائیں اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے معاشرے کو حقیقی اسلامی معاشرہ نہ بنا دیں جس کے نتیجے میں پاکستان ایک صحیح اسلامی ریاست بن سکے کیونکہ ہمارے نزدیک پاکستان کے قیام کا مقصد صرف اور صرف اسلامی نظام کا نفاذ تھا اور ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے قرآن مجید کو پاکستان کا آئین قرار دیا تھا۔

اس وقت ہمارا اصل اور اہم مقصد یہ ہے کہ فرد کو حقیقی طور پر ایسا مسلمان بنایا جائے جو اپنے اعمال کے ذریعے اپنے اعمال کو مسلمان ثابت کر سکے۔ نام رکھ دینے سے یا مسلمان کے گھر پیدا ہو جانے سے اصل مسلمان نہیں بنتا۔ اصلی مسلمان وہی ہوتا ہے جس کے قول و فعل میں تضاد نہ ہو۔ ایسے افراد جب دوسرے لوگوں سے ملیں گے تو ملنے والے ان کے قول و فعل سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گے اور ان کے جیسا بننے کی کوشش کریں گے۔ ایسی صورت میں جو معاشرہ تشکیل پائے گا وہ صحیح اسلامی معاشرہ کہلانے کا حقدار ہو گا۔ ابھی ہم دوسروں کو مسلمان بنانے کی بجائے خود اپنے آپ کو مسلمان بنا رہے ہیں۔ یہی جہاد بالنفس ہے جس کا درجہ بہت بلند ہے۔

1977ء میں چلائی گئی تحریک نظام مصطفیٰؐ جس زور و شور سے چلائی گئی اس کے پیش نظر یہ توقع کی جا رہی تھی کہ پاکستان میں اسلامی نظام حکومت رائج ہو جائے گا مگر اس کے نتیجہ میں مارشل لاء کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔ اس کا جب تجزیہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ تحریک چلانے والے افراد نے چونکہ خود اپنے اوپر اسلام نافذ نہیں کیا تھا اس لئے ان کی کوشش کامیاب نہ ہو سکی۔ بہت بڑی مثال نہیں معمولی سی مثال ہے کہ کئی مرتبہ دیکھنے میں آیا کہ تحریک کے دوران نماز کا وقت آیا اور کئی سرکردہ افراد نماز کے لئے اٹھے تک نہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ تحریک نفاذ نظام مصطفیٰؐ کے لئے تھی ہی نہیں بلکہ بھٹو مخالف لوگ ایک جگہ جمع ہو گئے تھے جن کا مقصد بھٹو کو اقتدار سے الگ کرنا تھا اور وہ اس میں کامیاب ہو گئے۔ اگر ان کا مقصد اصل میں نفاذ نظام مصطفیٰؐ ہوتا تو یقیناً وہ اس میں بھی کامیاب ہو جاتے۔ اس میں شک نہیں کہ اس گروہ میں سب لوگ ایسے نہیں تھے بلکہ لوگ حقیقتاً نفاذ اسلام کے لئے ان کے ساتھ مل گئے تھے مگر ان کی کوششیں محض اس لئے رائیگاں گئیں کہ ان کے راہنماؤں کے ارادے نیک نہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تنظیم اسلامی اپنے ہر نئے فرد کو اس طرف راغب کرتی ہے کہ پہلے اپنے آپ کا جائزہ لو۔ کیا تم خود مسلمان ہو' تمہاری معاشرت مسلمان ہے' تمہارا معاش مسلمانی ہے' تمہاری بود و باش مسلمانی ہے یا نہیں' اگر ان سوالات کا جواب مثبت ہے تو اس میں مزید بہتری پیدا کرو کیونکہ زندگی بھر اس میں بہتری کی گنجائش ہوتی ہے خواہ کوئی کتنا ہی نیک اور پارسا ہو' اس کے بعد دوسرے لوگوں کو اسلام کا پیغام دو۔ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ مسلمان جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی کچھ وہ اپنے بھائی کے لئے بھی پسند کرتا ہے لہٰذا جیسے دنیاوی معاملات میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں مثلاً کسی بھائی کو روپے پیسے کے معاملے میں مدد کرتے ہیں' کسی بیمار کو دوا لا کر دیتے ہیں' اسی طرح آخرت میں جہنم کی آگ سے بچانا کسی کی سب سے بڑی مدد ہے۔ اگر ہم خود جہنم کے عذاب سے بچنا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں اپنے بھائیوں کو بھی اس سے بچانا چاہئے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ آپ اسے حقیقی مسلمان بنا دیں۔

اپنے آپ کو اور اپنے ملنے جلنے والے اور دیگر لوگوں کو مسلمان بنانے کا کام انفرادی سطح پر بھی کیا جا سکتا ہے اور جماعتی سطح پر بھی مگر ریاست میں اسلامی نظام نافذ کرنا کسی جماعت کے بغیر ممکن نہیں لہٰذا جس طرح قرآن اور احادیث کی روشنی میں اپنے آپ پر اسلام نافذ کرنا فرض ہے۔ اسی طرح ریاست میں اسلام نافذ کرنے کے لئے جماعت قائم کرنا بھی فرض ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے حکم نماز پڑھنے کا دیا گیا ہے مگر نماز اس وقت تک نہیں پڑھی جا سکتی جب تک وضو قائم نہ ہو۔ اسی طرح ریاست میں اسلامی نظام اس وقت تک نافذ نہیں ہو سکتا جب تک جماعت نہ ہو۔

☆ اس وقت پاکستان میں بیسیوں دینی جماعتیں کام کر رہی ہیں اور ہر جماعت اپنے اپنے اسلام کی بات کرتی ہے اور دوسرے کو غلط اور اپنے آپ کو درست قرار دیتی ہے ان کی موجودگی میں تنظیم اسلامی کی کیا ضرورت ہے؟

○ آپ جن دینی جماعتوں کی بات کر رہے ہیں وہ دینی جماعتوں کے بھیس میں سیاسی اور انتخابی سیاست میں حصہ لینے والی جماعتیں ہیں۔ ان کا مقصد کسی نہ کسی طرح اقتدار میں آنا ہے جبکہ تنظیم اسلامی کا مقصد بذات خود اقتدار میں آنا ہرگز نہیں ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ **1957ء** میں جماعت اسلامی نے جب انتخابی سیاست میں آنے کا فیصلہ کیا تو تنظیم اسلامی کے امیر ڈاکٹر اسرار احمد اس وقت چوبیس برس کے نوجوان تھے۔ انہوں نے بعض دیگر اکابرین کے ہمراہ مولانا مودودی کے اس فیصلے سے اختلاف کیا اور جماعت اسلامی سے الگ ہو گئے۔ اس سے قبل جماعت اسلامی کے اہداف وہی تھے جو آج تنظیم اسلامی کے ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد کا موقف تھا کہ پاکستان میں نفاذ اسلام کا کام انتخابی سیاست میں ملوث ہوئے بغیر کیا جائے' سیاست میں رہیں مگر انتخابی سیاست میں ملوث نہ ہوں کیونکہ ایسی صورت میں حکومت کے مخالف الگ فریق بن جائیں گے اور لوگ ہمیں حکومت مخالف فریق کی

حیثیت سے دیکھیں گے اور سمجھیں گے کہ یہ لوگ اقتدار حاصل کرنے کے لئے کام کر رہے ہیں۔ دنیا میں کہیں بھی اسلام ووٹ کے ذریعے نہیں آیا ہے اور نہ ہی آئے گا۔ اسلام تو جب بھی اور جہاں بھی آیا انقلاب کے ذریعے ہی آیا ہے۔ ایسا انقلاب جو لوگوں کے دلوں کو بدل دے۔ اس میں ووٹ اور طاقت کا عنصر کبھی بھی شامل نہیں ہوا۔ اس وقت بھی ہم انتخابی سیاست کے مخالف نہیں ہیں اور نہ ہی اس کو غلط یا حرام قرار دیتے ہیں مگر ہم بذات خود انتخابی سیاست میں حصہ لینے کو معیوب سمجھتے ہیں۔ انتخابی سیاست کے ذریعے وڈیرے جاگیردار' صنعتکار تو سامنے آ سکتے ہیں مگر اسلام کا پرچار کرنے والے نہیں۔ بفرض محال اگر اقتدار میں آ بھی جائیں تو ایسی صورت میں حکومت کرنے والے چہرے تو تبدیل ہو سکتے ہیں مگر نظام تو وہی رہتا ہے۔ نظام بدلنے کے لئے دلوں کو بدلنے والے انقلاب کی ضرورت ہوتی ہے جو ووٹوں سے نہیں آ سکتا۔ دور جدید میں آنے والے انقلابات کو ہی دیکھ لیں تو معلوم ہو گا کہ ان کے پیچھے ووٹ نہیں تھے۔ 1917ء میں روس میں انقلاب آیا تو کوئی انتخابات نہیں ہوئے۔ فرانس کے انقلاب میں بھی انتخابی سیاست کارفرما نہیں تھی۔ ایران کے انقلاب میں بھی امام خمینی نے ووٹ حاصل نہیں کئے تھے۔ ہمارا موقف ہے کہ انتخابی سیاست کا عمل بہت اچھا ہے لیکن اگر کوئی شخص ریاست میں اسلام کے نفاذ کی بات کرتا ہے تو اسے انتخابی سیاست کا نعرہ نہیں لگانا چاہئے۔ پاکستان میں اسلام انتخابی عمل سے نہیں بلکہ انقلابی طریقے سے ہی آ سکتا ہے اور یہ بات سب کو جان لینی چاہئے۔ 1957ء میں جماعت اسلامی سے الگ ہونے والے اکابر راہنماؤں سے ڈاکٹر اسرار احمد نے کئی مرتبہ کہا کہ ہم جس مقصد کے لئے الگ ہوئے ہیں اس کے لئے کوئی پلیٹ فارم بنایا جائے مگر اکابرین نے اس طرف دھیان نہیں دیا۔ آخر کار 1975ء میں انہوں نے تنظیم اسلامی کی خود بنیاد رکھی اور کام شروع کیا۔ تنظیم اسلامی ایک پریشر گروپ کے طور پر کام کرتی ہے اور وقتاً فوقتاً دیگر جماعتوں سے بھی رابطہ رکھتی ہے۔

☆ تنظیم اسلامی نظام خلافت کی بھی بات کرتی رہتی ہے۔ اگر یہ نظام نافذ ہو جاتا ہے تو پھر خلیفہ کے منصب کے لئے کس کو پیش کیا جائے گا؟

O جیسا کہ پہلے بتایا ہے کہ اقتدار کا حصول تنظیم اسلامی کا مقصد اور ہدف نہیں ہے جو بھی شخص یا جماعت اس منصب کے لئے موزوں ہو گا سامنے آ جائے گا۔ ہمیں اس سے غرض نہیں ہے۔ ہم نے اس سلسلے میں خاصا کام کیا۔ گزشتہ دور حکومت میں میاں نواز شریف اور شہباز شریف اور ان کے دیگر رفقاء کار نے امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد سے درخواست کی تھی کہ وہ انہیں بتائیں کہ دستوری سطح پر پاکستان میں کس طرح اسلام نافذ کر سکتے ہیں۔ جس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے ان کے ساتھ بھرپور تعاون کیا حالانکہ وہ جانتے تھے کہ حقیقی اسلام نافذ کرنے کا راستہ یہ نہیں ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اسلام نافذ کرنے کا صحیح طریقہ تو وہی ہے جو رسول کریم ﷺ نے اختیار کیا لیکن ہمیں آم کھانے سے غرض تھی پیڑ گننے سے نہیں اس لئے اسی کو اللہ کی مشیت سمجھا اور دستور پاکستان کو چھان کر رکھ دیا اور اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلے میں حائل شقوں کی نشاندہی کی کہ انہیں نکال کر یہ شقیں رکھ دی جائیں تو آئین مکمل طور پر اسلامی ہو جائے گا۔ میاں نواز شریف نے راجہ محمد ظفر الحق کی قیادت میں ایک کمیٹی بنائی کہ اس کو بل کی شکل میں پارلیمنٹ میں پیش کیا جائے مگر وہ بل جب پندرھویں ترمیم کی شکل میں پیش کیا گیا تو ویسا ہرگز نہیں تھا جیسا ہم نے بتایا تھا۔ پندرھویں ترمیم کا بل تو خلیفۃ المسلمین کے نام پر تمام اختیارات جمع کرنے کے بارے میں تھی۔ قدرت کو ان کی یہ حرکت شاید پسند نہیں تھی جو یہ بل پاس نہ ہو سکا اور اس کی سزا بھی انہیں بھگتنا پڑی۔ تاہم یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں اسلامی نظام اور نظام حکومت دینی جماعتوں کا پریشر گروپ قائم کرنے سے نافذ ہو سکتا ہے۔

دستور کے مطالعہ کے دوران ہمیں معلوم ہوا کہ 1973ء کے آئین میں مکمل طور پر اسلام موجود ہے اور مکمل طور پر اسلام کے مخالف ہے کیونکہ اگر کہیں کوئی اسلامی شق موجود ہے تو کسی دوسری جگہ پر کسی اور شق کی رو سے اسے ختم کر دیا گیا ہے لہٰذا یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ 1973ء کا آئین منافقت کا آئینہ دار ہے۔ پاکستان کے آئین میں واضح طور پر تحریر ہے کہ کوئی ایسا قانون پاکستان میں نافذ نہیں کیا جا سکتا جو قرآن اور سنت سے متصادم ہو لیکن ایک اور شق کے ذریعے یہ شق بے عمل ہو جاتی ہے کہ سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے کہ پاکستان کا آئین بالا دست ہے۔ اس کے پارلیمانی نظام کو پارلیمان کے عدالتی نظام کو' پاکستان کے مالیاتی نظام کو نہیں چھیڑا جا سکتا۔

☆ سود کے حوالے سے بتائیں کہ ہماری اعلیٰ عدالتوں نے اسے حرام قرار دے دیا ہے مگر ہماری حکومتیں اپیل کے بعد اپیل کئے جا رہی ہیں' آخر یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا؟

O آج کے دور میں اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلے میں یہ مشکل ترین کام ہے۔ دنیا بھر میں ہر جگہ سود کی بنیاد پر کام ہو رہا ہے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ سود کے بغیر مالیاتی نظام چل ہی نہیں سکتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے کہ پاکستان کا قیام ایک معجزہ سے کم نہیں ہے۔ پاکستان کی اعلیٰ ترین عدالتوں نے سود کو حرام قرار دے دیا اور اسلامی نظریاتی کونسل نے اس ضمن میں اتنی سفارشات پیش کی ہیں کہ اگر انہیں جمع کر لیا جائے تو متبادل نظام بہت آسانی سے مل سکتا ہے۔ دراصل سب سے اہم بات جرات اور نیک نیتی کی ہے کہ کوئی شخص غیروں کی غلامی سے آزاد ہو کر یہ قدم اٹھائے۔ شروع شروع میں اس میں مشکلات آ سکتی ہیں۔

اگر ہمارے حکمران آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک سے ڈرتے رہے تو یہ کام کبھی بھی نہیں ہو سکے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کام کوئی ایسی حکومت ہی انجام دے سکتی ہے جو صرف اس کام کے لئے اقتدار میں آئے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ آج کے دور میں سود ناگزیر ہے مگر بطور مسلمان ہمارا ایمان ہے کہ قرآن مجید کسی ایسی چیز کو ناجائز اور حرام قرار دے ہی نہیں سکتا جو لوگوں کے لئے ناگزیر ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم خود غلط ہیں یا پھر ہماری سوچ غلط ہے اور میرا یہ بھی یقین ہے کہ قرآن اور سنت کی روشنی میں اس کا کوئی نہ کوئی حل ضرور موجود ہے۔ بات صرف خلوص دل سے جستجو کرنے کی ہے۔ بڑے دکھ کی بات یہ ہے کہ دنیا بھر میں اسلامی ممالک میں کہیں بھی سو فیصد سود سے پاک سرمایہ کاری نہیں ہے۔ اگرچہ بعض ممالک یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے ہاں فلاں فلاں بینک غیر سودی کاروبار کرتے ہیں مگر تحقیق کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت وہ نہیں ہے جو بتائی جا رہی ہے۔ تاہم ابتری کے اس دور میں انہیں غنیمت جاننا چاہئے۔ اس وقت دنیا بھر میں مسلمانوں کی تعداد سوا ارب کے قریب ہے۔ دنیا کے سب سے زیادہ وسائل مسلمانوں کے پاس ہیں اس کے باوجود دنیا کی مغضوب ترین قوم ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم ان عقائد پر عمل نہیں کرتے جن کا اظہار ہم زبان سے کرتے ہیں۔

ضرورت رشتہ

لڑکی عمر 24 سال' متوسط گھرانے سے تعلق کے لئے دیندار گھرانے سے مناسب رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: ندیم احمد' 0300-9499432

☆☆

اسرہ بھالیہ کے ملتزم رفیق جو خطیب اور امام مسجد کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ پہلی بیوی فوت ہو گئی ہے دو بچے بعمر 3 سال اور 5 سال ہیں کے عقد ثانی کے لئے مناسب رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ: ندائے خلافت' 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

کاروان خلافت منزل بہ منزل

تنظیم اسلامی کے ذیلی حلقہ ہزارہ کے تحت چھ روزہ اسلامی معلوماتی وعملی کورس

یہ کورس 3 سے 8 جون تک دفتر تنظیم اسلامی ایبٹ آباد میں منعقد کیا گیا۔ خصوصی طور پر کوشش کی گئی کہ زیادہ سے زیادہ نوجوان اس کورس میں شریک ہوں تاہم یہ ہر عمر کے افراد کے لئے تھا۔ کورس کے آغاز سے قبل رفقاء نے ذاتی رابطوں' ہینڈ بلز اور بڑے بڑے چارٹس کی مدد سے لوگوں کو کورس میں شرکت کی دعوت دی۔

کورس کا آغاز 3 جون کو بعد نماز عصر سورۃ العصر پر راقم کے درس قرآن سے ہوا۔ جناب حافظ محمد ہارون نے لحن جلی کے حوالے سے گفتگو کی اور کھانا کھانے کی دعا حفظ کروائی۔ پھر رفقاء و احباب کا باہمی تعارف ہوا۔ پہلے دن کا خاتمہ نماز مغرب کے بعد ہوا۔

4 جون کو راقم نے آیۂ برّ سے پروگرام کا آغاز کیا۔ حقیقت نیکی پر گفتگو کی گئی۔ جناب حافظ محمد ہارون نے تجوید القرآن کا پیریڈ لیا۔ جناب میجر محمد سلطان نے اسلام کے بنیادی عقائد بیان کئے۔ جناب سردار محمد ثاقب نے دین و مذہب کا فرق واضح کیا۔ جناب بصیر احمد نے درس حدیث دیا اور کھانا کھانے کے بعد کی دعا پڑھائی۔

5 جون کو سورۂ لقمان کی آیات پر درس دیا گیا۔ جناب حافظ ہارون نے تجوید القرآن کی کلاس لی۔ جناب اسد قیوم نے فرائض دینی کا جامع تصور بیان کیا۔ جناب بصیر احمد نے شرکاء کو سونے کی دعا پڑھائی۔

6 جون کو راقم نے سورۂ حم السجدہ کی آیات پر درس دیا۔ تجوید القرآن کا پیریڈ حسب سابق لیا گیا۔ جناب طاہر محمود نے مسلمانوں پر قرآن حکیم کے حقوق بیان کئے۔ جناب بصیر احمد نے درس دیا۔

7 جون کو سورۂ آل عمران کی آیات پر درس سے آغاز کیا گیا۔ حسب معمول' تجوید القرآن کی کلاس ہوئی۔ جناب سردار محمد ثاقب نے منہج انقلاب نبویؐ کے چھ مراحل بیان کئے۔

8 جون کو سورۃ الفاتحہ پر درس ہوا۔ تجوید القرآن کی کلاس ہوئی۔ شرکاء نے تاثرات بیان فرمائے' جو کچھ اس طرح تھے:

☆ تجوید کے پیریڈ کا دورانیہ کم تھا۔ ہفتہ وار درس قرآن منعقد کیا جائے۔

☆ نماز کے دوران تلاوت کی اغلاط درست ہوئیں اور معلومات میں اضافہ ہوا۔ اسی طرح کے مزید کورسز کروائے جائیں۔

☆ مسنون دعاؤں کے سیکھنے کا موقع ملا ہے۔ لحن جلی کے بارے میں معلومات حاصل ہوئی ہیں۔

☆ اس کورس میں شرکت سے قرآن اور اسلام سے رغبت پیدا ہوئی۔ اس طرح کے پروگرامز کا انعقاد تسلسل کے ساتھ ہونا چاہئے۔

جناب سردار محمد ثاقب نے کورس کی مناسبت سے شرکاء کے لئے ایک سوالنامہ تیار کر رکھا تھا' جو شرکاء نے پُر کر کے دیا۔ مطالعہ کے لئے فری لٹریچر بھی دیا گیا اور بیعت فارم بھی مہیا کئے گئے۔ امید ہے کہ دو شرکاء تنظیم میں شمولیت اختیار کریں گے' ان شاء اللہ۔ (مرتب: ذوالفقار علی)

تنظیم اسلامی وہاڑی کا ایک روزہ دعوتی پروگرام

۱۶ جون کو تنظیم اسلامی وہاڑی کے تحت مسجد خضریٰ ماڈل سکول میں ایک روزہ دعوتی پروگرام ہوا۔ مقامی تنظیم کے تحت یہ چھٹا پروگرام تھا۔ ان پروگراموں میں حلقہ پنجاب (جنوبی) کے امیر تشریف لا کر عمومی خطابات دیتے رہے جبکہ بعض پروگراموں میں جناب ڈاکٹر طاہر خاکوانی نے خطاب کیا۔ ہر مرتبہ رفقاء و احباب کی حاضری قابل رشک رہی اور اوسطاً ۸۰ افراد شریک رہے۔

۱۶ جون کو ہونے والے پروگرام میں عمومی خطاب کے لئے ملتان سے امیر حلقہ جناب سعید اظہر عاصم کے ہمراہ جناب محمد سلیم اختر بھی تشریف لائے۔ پروگرام کے آغاز میں تنظیم وہاڑی کے ناظم تعلیم و تربیت جناب ڈاکٹر منظور حسین نے سورۃ البقرہ کی آیات ۲۰۴ تا ۲۱۰ کا درس دیا اور اسلامی تحریکوں کے کارکنوں اور قیادت کے درمیان رشتہ و تعلق پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ انہوں نے بتایا کہ اللہ نے ہم سے اسلام میں پورے کا پورا داخل ہونے کا مطالبہ کیا ہے' جز وقتی داخلہ فائدہ مند نہیں۔ موصوف نے ایک گھنٹہ خطاب فرمایا۔ درس کے بعد جناب کفایت اللہ ثاقب نے کتابچہ ''جہاد بالقرآن'' کے چیدہ چیدہ مقامات کا مطالعہ کرایا۔ انہوں نے نہایت عمدگی سے جہاد بالقرآن کے مراحل پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ سب سے پہلے ہمیں اپنے سرکش نفس کے خلاف جہاد کرنے کی ضرورت ہے' اس کے بعد باطل نظریات کے خلاف اور بالآخر باطل قوتوں کے خلاف جہاد کرنا ہوگا۔ اس کے بعد جناب محمد نواز نے ''شعور حیات'' نامی کتاب سے ''صحیح تصور دین'' کے باب کا مطالعہ کرایا۔ آج اکثریت کے نزدیک دین کا تصور نہایت محدود ہے۔ بہت سے مسلمان صرف نماز' روزہ اور ایک خاص قسم کی وضع قطع ہی کو مکمل دین سمجھتے ہیں جبکہ دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق انسانوں کی راہنمائی کرتا ہے اور تمام نظام زندگی پر اپنا غلبہ چاہتا ہے۔ پہلی نشست کے آخر میں امیر حلقہ جناب سعید اظہر عاصم نے تمام رفقاء کے سامنے ایک سوال رکھا کہ: ''تنظیم اسلامی کے استحکام سے کیا مراد ہے؟'' اس کا جواب رفقاء نے اپنی اپنی سمجھ اور فہم کے مطابق دیا۔ امیر حلقہ نے بتایا کہ استحکام سے مراد یہ ہے کہ جس تنظیم یا اسرہ میں پروگرام نظام العمل کے شیڈول اور نصاب کے مطابق باقاعدگی سے منعقد ہو رہے ہوں' وہاں تنظیم مستحکم ہے۔ اگر ایسا نہیں ہو رہا تو نظم ڈھیلا ہے اور تنظیم کے رفقاء سستی کا شکار ہیں۔

دوپہر ۲ بجے نماز ظہر اور طعام کا وقفہ ہوا۔ نماز عصر کے بعد جناب طاہر نسیم نے ''شہادت حق'' کے موضوع پر نصف گھنٹہ خطاب کیا۔ پھر کچھ رفقاء ذاتی رابطہ کے لئے ملاقاتوں کو گئے جبکہ کچھ مسجد ہی میں ٹھہرے رہے۔ جناب ڈاکٹر منظور حسین نے اخبار کے ایک تراشے کا مطالعہ کرایا' جس میں علامہ اقبال کے تصور ''خلافت ارضی اور خلافت اسلامی'' کو واضح کیا گیا تھا۔ مغرب کی نماز کے بعد ۱۰۰ سے زائد افراد کے سامنے جناب سلیم اختر نے خطاب کیا۔ انہوں نے ''مطالبات دین'' اور ''دینی فرائض کا جامع تصور'' کو واضح کیا۔ بندگی رب' شہادت حق اور اقامت دین پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے ان تین فرائض کی ادائیگی کے لئے تین لوازم بھی بتائے۔ جہاد' تنظیم اور بیعت پر بھی روشنی ڈالی۔ لوگوں نے دلجمعی سے خطاب کو سنا۔ اس پروگرام میں بورے والا کے کچھ رفقاء بھی شریک ہوئے۔ عشاء کے بعد پروگرام کا اختتام ہوا۔ (مرتب: شوکت حسین)

[illegible]

تنظیم اسلامی گوجر خان کے دفتر میں 8 جولائی کو بعد نماز مغرب درس قرآن ہوا۔ جناب راجہ محمد اصغر نے راولپنڈی سے تشریف لا کر سورۃ الحج کے آخری رکوع کا درس دیا۔ تلاوت اور ترجمے کے بعد ان آیات کی تشریح کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے فرماتے ہیں کہ نماز قائم کرو' اللہ کی بندگی کرو۔ بندگی محض ارکان اسلام ہی کی پابندی کا نام نہیں بلکہ انسان حقیقی معنوں میں اللہ کا بندہ اس وقت بنتا ہے جب وہ اپنے تمام اعمال کو صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر انجام دے۔ اگرچہ دنیاوی بھلائی کے کاموں کا بھی ایک مقام ہے لیکن سب سے بلند مرتبہ یہ ہے کہ لوگوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کا اہتمام کیا جائے۔ اسی میں ایمان والوں کے لئے فلاح ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرو جیسا کہ اس کا حق ہے۔ ہر انسان پر اس کے نفس' ماں باپ' اولاد' بیوی اور رشتہ داروں کا حق ہے لیکن ان تمام حقوق سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہئے کہ ہم انسانوں کے حقوق پورا کرنے کے لئے تو وقت اور سرمایہ خرچ کرتے ہیں لیکن کیا اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس کے دین کی سربلندی اور اقامت کے لئے بھی محنت کر رہے ہیں!

اس سے آگے فرمایا گیا: ''اے ایمان والو! تمہیں چن لیا گیا ہے تاکہ رسول تم پر گواہ ہوں اور تم دوسروں پر گواہ ہو۔'' یعنی امت مسلمہ کو امت وسط بنایا گیا ہے۔ سلسلہ نبوت بند ہو جانے کی وجہ سے نبیوں اور رسولوں کا کام امت مسلمہ کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ اب امت مسلمہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ کا پیغام دوسروں تک پہنچائے۔ تبلیغ کے دو طریقے ہیں: ایک زبانی اور

دوسرا عملی۔ لہٰذا دین اسلام کی نشر و اشاعت کی جائے اور اسے نافذ و قائم کر کے دنیا کے سامنے نمونہ بھی پیش کیا جائے۔ امت مسلمہ اگر یہ کام نہیں کرتی تو بجائے اس کے کہ وہ دوسری امتوں پر گواہ ہو دوسری امتیں اس پر گواہ بن جائیں گی اور وہ عذر پیش کر سکتی ہیں کہ امت مسلمہ نے ہم تک دین پہنچایا ہی نہیں۔

یہ پروگرام عشاء تک جاری رہا اور اس میں تقریباً پچاس افراد نے شرکت کی۔ (رپورٹ: مرتضیٰ شاہ)

ماہ جون میں اسرہ جڑانوالہ کی دعوتی سرگرمیاں

1) جامع مسجد تیزاب بل کے معمولات: صبح و شام ایک گھنٹہ بچوں کو پڑھانا' جو بچے ناظرہ ختم کر لیں تو ان کو ترجمہ پڑھانا۔ مسجد کے نمازیوں میں سے بعض حضرات سبقاً قرآن مجید بالترجمہ و تفسیر بھی پڑھ رہے ہیں۔ فجر کی نماز کے بعد درس حدیث' عصر کی نماز کے بعد درس فقہ جس میں آج کل زکوٰۃ کے مسائل چل رہے ہیں۔ بعد نماز مغرب ترتیب وار درس قرآن جس میں سورۃ الدخان کا مطالعہ ہو رہا ہے۔ بروز بدھ امیر محترم کا درس قرآن بذریعہ ویڈیو جس میں چار نشستوں میں گزشتہ مہینے سورۃ الحدید مکمل ہوئی۔ ہر دوسرے بدھ کو کسی بھی مقامی عالم کا بیان ہوتا ہے۔ خطاب جمعہ میں منتخب نصاب کے بعض حصے بیان کئے جاتے ہیں اور آخری پندرہ منٹ رسومات کے حوالے سے اسلامی تعلیمات پر گفتگو ہوتی ہے۔ روزانہ عصر تا مغرب مسجد سے متصل قرآن ایجوکیشن سنٹر میں تین احباب کو قرآن مجید پڑھانا اور احباب کے اشکالات کو رفع کرنا۔ سوال و جواب کی ایک نشست بعد نماز جمعہ بھی ہوتی ہے۔ گزشتہ ہفتے سے خواتین کا پندرہ روزہ درس قرآن بھی راقم کے گھر میں شروع ہوا ہے۔ تیزاب بل کالونی اور قریب کے رفقاء و احباب سے انفرادی ملاقاتیں بھی جاری ہیں۔

2) دیگر دعوتی سرگرمیاں: چک 128 جامع مسجد توحید اہلحدیث میں ہر سوموار کو بعد نماز عشاء ترتیب وار درس قرآن جس میں دوسرا پارہ مکمل ہونے کو ہے۔ 28 جون کو بعد نماز مغرب خصوصی پروگرام بھی اسی مسجد میں منعقد ہوا' جس میں مذہب اور دین میں فرق کے موضوع پر راقم نے قریباً پون گھنٹہ بات کی۔ عموماً ہر جمعہ کو بعد نماز مغرب بہاری کالونی میں جناب صلاح الدین کے گھر پر بھی ایک نشست منعقد ہوتی ہے' جس میں مختلف موضوعات پر مذاکرہ ہوتا ہے اور سوالات کے جوابات بھی دیئے جاتے ہیں۔ چک 128 میں انفرادی ملاقاتیں اس سب کے علاوہ ہیں۔

3) جڑانوالہ شہر میں: ہر اتوار کو بعد نماز مغرب محلہ رشید پارک میں درس قرآن ہوتا ہے۔ درس قرآن کی ذمہ داری راقم ادا کرتا ہے۔ الحمد للہ حاضری معقول ہوتی ہے۔

(رپورٹ: حافظ شفیق احمد)

تنظیم	اسلامی	کا	پیغام
نظام	خلافت	کا	قیام

تنظیم اسلامی باغ آزاد کشمیر کے زیر اہتمام 4 روزہ دعوتی پروگرام

توسیع دعوت کے اس پروگرام کے تحت راقم تنظیم اسلامی بیروٹ کے امیر جناب خالد محمود عباسی کے ہمراہ 3 جولائی کو باغ کے ضلع راولاکوٹ کے لئے روانہ ہوا۔ راولاکوٹ میں تنظیم اسلامی باغ کے امیر جناب ذراب عباسی اور دیرینہ رفقاء جناب شبیر احمد اعوان' جناب نذیر احمد اعوان' جناب افتخار احمد اور جناب ڈاکٹر خالد نعمت پہلے سے موجود تھے۔ راولاکوٹ میں قافلہ دعوت و اقامت کی مصروفیات ایک علیحدہ رپورٹ میں شائع ہو چکی ہیں۔

اگلے دو دن یعنی جمعۃ المبارک اور ہفتہ فارورڈ کہوٹہ تحصیل حویلی' ضلع باغ میں صرف ہوئے۔ دعوتی مہم کا آغاز کہوٹہ کی مرکزی جامع مسجد میں جناب خالد محمود عباسی کے خطاب سے ہوا۔ انہوں نے امت مسلمہ کے افتراق و انتشار اور اس کے علاج کے حوالے سے 35 منٹ تک پُرمغز خطاب کیا۔ بعدازاں جناب مشتاق ہاشمی کے گھر کھانے پر جماعت اسلامی تحصیل حویلی کے سابق امیر جناب مظفر بخاری کے علاوہ جناب مختار ہاشمی سے بھی ملاقات ہوئی جو کہ ایک علمی شخصیت ہیں۔ بخاری صاحب نے اقامت دین کی جدوجہد کے دوران مروجہ سیاست میں بالفعل شرکت کے حوالے سے اس بات کا اعتراف کیا کہ یہ کار لاحاصل اور دعوت کے لئے نقصان دہ ہے۔ یہ نشست کوئی ڈیڑھ گھنٹہ رہی۔ رات عشاء کی نماز کے بعد جناب خالد عباسی نے جناب مشتاق ہاشمی کے اعزاو اقارب سے مختصر خطاب کیا۔ (باقی صفحہ نمبر 8 پر)

رفقاء و احباب جانتے ہیں کہ

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا مرتب کردہ مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب

تحریک رجوع الی القرآن اور فریضہ اقامت دین کی انقلابی جدوجہد کے لیے

بنیاد اور اساس کا درجہ رکھتا ہے

چنانچہ اس تحریکی و انقلابی جدوجہد کو آگے بڑھانے کے لئے

منتخب نصاب کا محض مطالعہ ہی نہیں درس و تدریس بھی ایک لازمی ضرورت ہے

الحمد للہ کہ قرآن اکیڈمی کراچی نے مدرسین اور معلمین کی سہولت کے لئے

مطالعہ قرآن حکیم کے

منتخب نصاب کے حصہ اول

کے نکات برائے درس و تدریس

کتابی صورت میں شائع کر دیئے گئے ہیں۔

ان نکات میں

☆ متعلقہ آیات کا لفظی ترجمہ' ☆ تمہیدی نکات' ☆ نفس مضمون کی وضاحت

☆ تفسیری نکات ☆ موضوع سے متعلق قرآن حکیم کے دیگر مقامات سے آیات کے

حوالہ جات اور احادیث نبویہ شامل ہیں۔

اس کے علاوہ

اس کتاب کی ابتداء تعارف قرآن حکیم کے لئے تدریسی نکات سے ہوتی ہے۔ دس صفحات میں قرآن حکیم کے تعارف سے متعلق تمام مباحث کو بڑی خوبصورتی سے سمویا گیا ہے۔

ملنے کا پتہ: قرآن اکیڈمی' خیابان راحت درخشاں ڈیفنس فیز VI' کراچی

legislation as percentage of all elected officials in some leading countries are as follows: Canada 13.7%; Great Britain 6.3%; Greece 5.3%; India 5.8%; Japan 5.9%; Mexico 12%; Norway 35%; Poland 14.8%; Spain 7%; U.S. 5.4% and Uganda 14.4 per cent. The question is: why do any of these countries not reserve such a high percentage of seats for women, so that the rest of the world shall consider them "moderate" or to allow women to play a meaningful role in development? The only reason to force us into playing by such rules is to make it easy to inflame the "war within Islam" with women related issues as bones of contention.

All other re-writing proposals regarding checks and balances, appointment of Prime Minister, Governors and Chief Ministers and dissolution of assemblies, establishment of NSC etc., are directed at giving military a permanent role in politics. Musharraf argued in his July 12 speech that politicians repeatedly came to GHQ for consultation and mediation. This doesn't mean that military shall be given a permanent constitutional role, because these politicians have made more visits to the American consulates and Washington than GHQ. Does it mean Washington be given a permanent constitutional role in Pakistan? The only objective of forcing Pakistan into giving military a permanent role in civilian government is that as soon as American newspapers start hue and cry about an elected Prime Minister, like Erbakan in Turkey, the military is constitutionally ready to remove any threat to secularisation.

The funniest of all proposals is Amendment in Article 91(5) under which National Assembly is expected to sign its own death warrant in case the Prime Minister desires to dissolve the assembly and the President either relieve him or ask the assembly to endorse PM's advice of its dissolution. Similarly the proposed "modifications" in article 58 (2) and 101(1) are simply to empower every President to the tune of Hosnie Mubarak. What a mockery of the claim to introduce checks. Who is there to check the President and what is going to balance his powers?

The sum and substance of the argument is that most of the proposals for re-writing the constitution are directed at neutralizing Objectives Resolution and paving the way for all out secularisation of the country. In Nusrat Bhutto case the Supreme Court determined the Objectives Resolution as basic law of the country and later the high courts also acknowledged this principled stand. Gradually all courts confirmed this principle, which ultimately formed part of the Constitution in the shape of a full bench judgment of the Supreme Court in the Achakzai case. Every one should thoroughly study this judgment, which says: One thing is beyond dispute that in all the three Constitutions, Objectives Resolution is common and the same, which has been incorporated as preamble in all the three Constitutions including the Constitution of 1973... The earlier and also May 12, 2000 decision of the Supreme Court settles in clear terms that any amendment (not re-writing) could only be done staying within these limits. Therefore all the religious and political forces in the country should remain cautious about it. They should try for a consensus at the national level on a package of constitutional amendments -- if at all necessary at the hands of military regime -- which is in consonance with the Objectives Resolutions and should unstintedly resist any amendment that paves way for centralization of powers for hurting the soul of Pakistan and diluting our religious identity in any form.

Notes.

(1) Andrew Demaria, CNN, June 21, 2001.

(2) The News, Front-page main headline, July 18, 2002.

(3) Daniel Pipes, Elections Today, (Sprihg 2002) [see: http://www.danielpipes.org/article/433>, http://www.ifes.org/research_comm/et_spring_02_low.pdf>]

(4) Jill M. Bystydzienski, Women Transforming Politics, Indiana University Press, 1992.

Also see: Constitutional Amendments: National Aims And Personal Whims at www.jamaat.org/JI%20Isharat%20from%20Tarjumaan%20Constitutional%20Amendments%20National%20Aims%20And%20Personal%20Whims.htm#Democratic http://www.jamaat.org/JI%20Isharat%20from%20Tarjumaan%20Constitutional%20Amendments%20National%20Aims%20And%20Personal%20Whims.htm#Democratic> to find out examples of how slight changes in words were refused by the Indian Supreme as damaging the structure of Indian Constitution.

الحمد للہ کہ ہفت روزہ ”ندائے خلافت“ لاہور کے

فلسطین نمبر

کو رفقاء و احباب میں اس درجے قبول عام حاصل ہوا کہ دو
ہفتوں کے اندر اندر اس کی تمام کاپیاں فروخت ہوگئیں
جبکہ قارئین کی جانب سے اس کی مانگ مسلسل جاری ہے۔
لہٰذا بفضل اللہ تعالیٰ
فلسطین نمبر کا دوسرا ایڈیشن
آج کل زیر طبع ہے۔
ایسے حضرات جو اس کی مزید کاپیاں خریدنا چاہتے ہوں
وہ جلد از جلد اپنا آرڈر بک کرادیں

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی کی شائع کردہ
ایک مختصر لیکن نہایت جامع اور مفید کتاب

سود

حرمت۔ خباثتیں۔ اشکالات

جس میں سود سے متعلق
تمام ضروری بنیادی معلومات کے ساتھ ساتھ
حال ہی میں سپریم کورٹ میں ایڈووکیٹ جنرل
کی طرف سے اٹھائے گئے سوالات کے
جوابات بھی دیے گئے ہیں۔ قیمت: 24 روپے
ملنے کا پتہ: قرآن اکیڈمی، خیابانِ راحت،
درخشاں، ڈیفنس فیز VI، کراچی

against the Supreme Court's decision, the regime starts stabbing the soul of Pakistan. It attacks the electorate with reduction in the voter age from 21 to 18 years and adoption of joint electorate. The seemingly naive rewriting of these clauses means a lot. The inclusion of teens in elections means a high percentage of voters would now be madly attracted to glamourised secularisation and modernisation. Thus reducing chances of anyone securing more votes with calls for enforcing Islamic clauses of the constitution or enforcement of "draconian" Sharia as the supreme law of the land. Moreover, we witnessed the misuse of this clause during the recently held referendum where college students were brought in to show an increased turn out.

Removal of the word "Muslim" from Article 51(1) of the Constitution means any number of non-Muslims, or Muslims like Salman Rushdie and Ibn Warraq (who prefers to be called "a former Muslims), can not only be elected to different assemblies, but also hold position of the Prime Minister and Chief Ministers - a clear violation of the spirit of Objectives Resolution. The Preamble of the Constitution states, "sovereignty over the entire Universe belongs to Almighty Allah alone, and the authority to be exercised by the people of Pakistan within the limits prescribed by Him is a sacred trust." Would a non-Muslim Prime Minister care about the limits prescribed by Allah?

The preamble further states, "the principles of democracy, freedom, equality, tolerance and social justice, as enunciated by Islam, shall be fully observed." Would a non-Muslim Premier or his fellow members in the elected bodies care about the principles enunciated by Islam?

The soul of the constitution requires the state to "enable" Muslims "to order their lives in the individual and collective spheres in accordance with the teachings and requirements of Islam as set out in the Holy Quran and Sunnah." How would a person who does not believe in the "teachings and requirements of Islam as set out in Qur'an and Sunnah" lead Muslims?" Article 2 of the constitution states that Islam shall be the State religion of Pakistan. Does Islam permit a non-Muslim to be the head of the "Islamic" state, or lead majority of Muslims?

Questions in the preceding paragraphs are essential because Article 41(2) of the Constitution clearly states, "a person shall not be qualified for election as President unless he is a Muslim..." But there is no such restriction for the Prime Minister. Throwing out Objectives Resolution and associated Islamic provisions was not possible at this point in time. The regime has thus decided to introduce new provisions that would not only render the rest ineffective but also pave the way for future valid objections for removal of any reference to Islam.

For instance, today we are approving joint electorate and consoling ourselves with the fact that non-Muslims are not in majority. Tomorrow we would be told, if a Muslim can become president in India, why can a Hindu not in Pakistan? Or if there is a constitutionally approved secular way for elections with no difference between Muslim and non-Muslim voters and candidates, why should there not be a secular law to equally deal with them? Why should there be any contradictions in the constitutions? With re-writing the Constitution, the regime is simply sowing seeds for a "war within Islam"?

The clause restricting entitlement of political parties securing less than ten percent of the total votes cast in the election on general seats to any reserved seat, or securing less than 5 per cent seats for any seat in Senate is also directed at religious parties, notorious for securing minimum percentages of votes. Reduction in voter's age would further reduce chances to improve their image as underdogs in the election process. Now that the doors are being slammed on them, it must be a rude realisation for their useless participation in the elections thus far with unclear strategy to achieve what they want.

Introduction of new Clause (cc) in Article 62(1) about minimum educational qualification is also directed less at foreign graduates like Benazir and Nawaz Sharif and more at religious scholars and leaders. Most of them are thus rejected by default - no matter how much well versed they may be in Arabic and Islamic education. Interestingly, none of the religious parties has raised the issue for some relaxation for those scholars who have spent their lives earning degrees in Islamic science without having a regular bachelor degree.

Reserving a high proportion of seats for women is also directed at increasing surface area of the soft target for the multi-focal attack on Islam. Interestingly, increase in women seats goes hand in hand with a decrease in the seats for Ulema at all levels. More than 70 per cent of our population lives in rural areas, where a recent study has revealed that women to men ratio at Primary, Middle and High levels of education is 1:4, 1:5 and 1:9 respectively. With such a low comparative literacy ratio, reserving 22 percent of seats for women is a folly in the name of development, because countries with much higher literacy rates have far less percentage of women seats.

In Japan, with a much liberal culture and high literacy rate than ours between the years 1952 and 1980, the proportion of women in parliament averaged a mere 3 percent. Since 1980, however, when a proportional representation system was introduced in the Upper House, the number of candidates, as well as women elected increased significantly, but is still less than 6 per cent. At the Euro-parliamentary elections of 1989, out of 26 members, only one was a woman (4.5 per cent). In the local elections of 1986, out of 303 mayors, there were only six women (1.9 per cent); among 5,697 community presidents only 30 were women (0.52 per cent); in municipal councils, out of 4,999 councilors only 412 were women (8.24 per cent); in community councils, out of 40,402 only 812 were women (2 per cent); and out of 303 presidents of municipal council only 4 were women (1.6 per cent) (4)

Moreover, women representation in the British parliament has been notoriously low, less than 5 percent through the 1970s and only rising to 6.3 percent after the general election of 1987. At national level the 1990 figures of women in

View Point

Abid Ullah Jan
(E-mail: abidjan@tanzeem.org)

Stabbing the Soul of Pakistan.

Some of us might feel relieved in October and may claim to have ousted the dictatorship, but in fact the sham referendum and the proposed constitutional re-writing under the label of "amendments" seek only to impose a new refurbished model of dictatorship, with most of the same actors -- further empowered and in total control. The new dictatorship may even be more cruel and total in its control than the present one.

All commentaries on the proposed constitutional amendments are right in their opinion from their specific perspectives. The military regime is also right in its contention that it wants a stable government and sustainable democracy. The question, however, should be about the ultimate, higher objective - the overall goal. Is "sustainable democracy" impossible without re-writing some of the basic clauses of the Constitution? Or the public is kept in dark about the over all goal?

The fact that we ignore is that rewriting constitution is part of the bigger game. the covert war on Islam under the banner of "war on terrorism" and the overt promotion of "war within Islam" by major American analysts and organisations. Must sound odd, but let us see how?

The first thing to keep in mind is that the Supreme Court of Pakistan authorised the military regime to "amend" the constitution, not rewrite it. A quick count of the proposed changes shows that 10 clauses are to be omitted; 29 articles would be changed and a total of 97 articles and sub-clauses would be substantially changed or omitted altogether. Amendment means a partial change: rectification of any error or omission to fulfil the natural evolutionary requirements by adding or deleting something in consonance with the basic structure and strategic system of a constitution. No change in deviation or clash with it can be treated as legitimate amendment. What we observe are must-make-violations, which have become necessary for transforming the Constitution into a potent weapon for the war on Islam.

Here we see a military regime, turning the Constitution upside down when even all parliaments, which come into being under a constitution, have only limited authority to amend the constitution. Even such elected bodies do not enjoy the right for its abrogation or metamorphosis as we are witnessing at the hands of army men at the top. It is no justification that the Supreme Court has granted permission for amending the Constitution; because the Court has also lost its credibility for the way it played its role since October 12, 1999 in almost all major decisions.

Let's see how America comes into this affair. Remember American threat of "not doing business as usual" in response to October 12 coup in Pakistan. Remember Richard Boucher, US State Department spokesman," telling the world that General Musharraf's actions to dissolve the elected assemblies and to appoint himself president "severely undermine Pakistan's constitutional order." (1) Compare these reactions with comments of the US analysts. government officials and think tanks before and after Musharraf's January 12 and July 12 speeches. A detail study shows that they knew what Musharraf is to tell the nation well in advance.

Musharraf tells us that military role in politics is essential and the next week we read headline news: "US supports Army role in civilian set up."(2) The question is, why? The answer is: because the US wants imposition of a top-down form of modernisation, which is not possible unless delivered from the barrel of a gun. Daniel Pipes, a leading opinion-maker in policy formulation circles in Washington, sums up this approach in Elections Today: "Muslims must accept that the West has discovered ideas and methods that they must learn, adopt, and apply - that ignoring or rejecting them is a major mistake. Mustafa Kemal, the founder of modern Turkey, understood precisely this and imposed a top-down form of modernization in the 1920s and 1930s. He is the great exception, as is Turkey more broadly." (3)

The morbid dread of "fundamentalists" taking power in Pakistan forces Washington to impose Turkish model and entrust military the responsibility to act like a secular bulwark. Musharraf has proved himself to be "the great exception." All he needed were Hosnie Mubarak kind of powers and a Turkish kind of constitution. If we look from the right perspective, it is the soul of our Constitution that is under attack. According to section 6 (iii) of the limiting clauses of Supreme Courts May 12, 2000 decision, "no amendment shall be made in the salient features of the Constitution, i.e. independence of judiciary, federalism, parliamentary form of government blended with Islamic provisions." The following analysis shows how the regime violates these limits and how Islam is the main target without any direct reference to this intention.

The regime concedes under proposal 19(b) that its proposals "seek to change specific provisions of the parliamentary form " which is the first violation of the limiting clause of the Supreme Court's decision. The regime once more admits under 19(e), that the proposed "changes impact the parliamentary character of the system." Admitting and still going against the Court's decision shows that the regime is determined to impose these changes because it has to. Unfortunately, there is no legal way to take illegal actions. The regime makes a circuitous argument under 20(b) that there is "no universal formula of federalism." therefore it may seek to "adjust specific provisions," ignoring that our founding generation had agreed to a specific formula, a standard, and the Court's decision warned the regime not to change it's essence with the lame arguments, such as, "there is no "universal formula."

After admitting that it is going